بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین

اسباب غضب

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

تمت وبالفضل عمت

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

پیش لفظ

﴿باراول﴾

حامداً ومصلیاً ومسلماً

بندہ کے واسطے سب سے بڑی فلاح وسعادت یہ ہے کہ وہ اپنے خالق ومالک تعالیٰ شانہٗ اور حبیب پاک محبوب رب العالمین سید المرسلین (فداہ ابی وامی) صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا وخوشنودی حاصل کرلے۔ یہی حاصل ہے تمام تر عبادات کا اور یہ موقوف ہے غصہ وناراضگی کے تمام کام اور اسباب کے ترک کرنے پر اور ان اسباب کا ترک کرنا موقوف ہے ان کے علم پر، اس وجہ سے پیش نظر رسالہ میں ان احادیث کو جمع کیا گیا ہے جن میں ان کام واسباب کو بیان کیا گیا ہے جن کے کرنے والے پر خالق کائنات تعالیٰ شانہٗ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ وغضب ہوتا ہے۔ تاکہ بندہ ان سب اسباب کو ترک کردے کہ اسباب غضب کا ترک کردینا ہی موجب رحمت اور موجب ازدیاد قرب ومحبت ہے کہ طاعت خواہ کم ہوں مگر معاصی نہ ہوں۔ ناراضگی کے تمام اسباب سے کلیۃً پرہیز ہو تو برابر قرب خداوندی ومحبت خداوندی میں ترقی اور اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ جو تمام تر ریاضات ومجاہدات سے مقصود ہے۔

اس مجموعہ کا نام سیدی ومرشدی جامع المعقول والمنقول فقیہ العصر حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی زید مجدہم، مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند نے، اسباب غضب تجویز فرمایا ہے۔ اس مجموعہ میں مندرجہ ذیل باتوں کا لحاظ کیا گیا ہے۔

(۱) ترجمہ سہل انداز میں کیا گیا ہے۔ (۲) حدیث کی ضروری تشریح اور فوائد کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ (۳) ہر چیز کا حوالہ ذکر کر دیا گیا ہے۔ (۴) اگر کہیں کسی چیز کا حوالہ نہیں تو وہ مظاہر حق سے ماخوذ ہے۔ (۵) جو چیز خاص طور سے اہل علم کے لئے مفید تھی اس کو حاشیہ میں عربی میں نقل کر دیا گیا ہے گو ایسا بہت کم ہے۔ (۶) از اول تا آخر حضرت اقدس مفتی صاحب زید مجدہم کو سنا کر اصلاح کی گئی ہے، اس کے باوجود کہیں کوئی غلطی ہو تو وہ اس ناکارہ کی کم علمی و کم فہمی کی وجہ سے ہے۔ اس لئے معاف فرما کر مطلع فرما دیں۔ تاکہ آئندہ اصلاح کر دی جائے۔

خدائے پاک حضرت والا کی دیگر تصنیفات کی طرح اس کو بھی قبولیت عامہ نصیب فرماوے اور اس کے نفع کو عام و تام فرماوے اور حضرت والا زید مجدہم کے مبارک سایہ کو زمانۂ دراز تک اپنے بندوں کے سروں پر بعافیت تمام قائم فرماوے اور ہم خدام کو حضرت والا کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین، آمین، یارب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین۔

محمد فاروق غفرلہ

عرض مرتب

﴿بار دوم﴾

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کوحق تعالی شانہ نے بے شمار کمالات وصفات عالیہ سے نوازا تھا ان کمالات میں جوامع الکلم کی صفت بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوحق تعالی شانہ نے جوامع الکلم عطا فرمائے کہ ایک چھوٹا سا جملہ اوراس میں معانی کا سمندر کا سمندر بھرا ہوا نظر آتا ہے یوں تمام احادیث مبارکہ ہی معجزانہ شان رکھتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک حدیث اپنے اندر وہ جامعیت اور نورانیت وروحانیت اوراپنے اندر وہ سامان ہدایت رکھتی ہے کہ بڑے سے بڑے فصحا وبلغاء کے کلام اس کے سامنے کسی درجہ کی کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

چہ نسبت خاک را باعالم پاک

ایک ایک حدیث زندگی کے لئے مستقل دستورالعمل کی حیثیت رکھتی ہے اسی لئے دینی امور سے متعلق چالیس احادیث کو امت تک پہونچانے کی حدیث شریف میں خاص فضیلت وارد ہوئی ہے کہ اس شخص کو بروز قیامت محدثین اور فقہاء کی جماعت میں اٹھایا جائے گا اوراس فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے بڑے بڑے مشائخ نے چالیس احادیث کا انتخاب کرکے اس کو شائع کرنے کا اہتمام فرمایا ہے۔

فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ نے بھی چالیس احادیث کا انتخاب فرمایا جن میں ان احادیث کا انتخاب کیا گیا جن میں ان امور کا ذکر ہے

جن کے کرنے والوں پر اللہ تعالی کی طرف سے لعنت ہوتی ہے تا کہ ان کا علم ہوکران سے بچنا آسان ہوجائے ان احادیث کو اسباب لعنت کی چہل حدیث کے نام سے شائع کیا گیا تھا بہت زیادہ مقبول ہوئی اور بار بار شائع ہوتی رہی ہے۔

پیش نظر کتاب ایک سو پینتالیس احادیث کا مجموعہ ہے جن کو فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ نے ہی جمع فرمایا ہے اور اس میں ان احادیث مبارکہ کا انتخاب کیا گیا ہے جن میں ان امور کا ذکر ہے جن کے کرنے والوں پر حق تعالی شانہ کے غصہ و ناراضگی کا ذکر کیا گیا ہے تا کہ ان امور کو معلوم کر کے ان سے بچنا سہل اور آسان ہوجائے اس لئے کہ ایک صاحب ایمان کے لئے ناراضگی کے امور سے بچنا نہایت ضروری ہے اگر انسان ناراضگی کے امور سے بچتا ہے تو تھوڑی طاعت وعبادت بھی کافی ہوجاتی ہے۔

اور اگر ناراضگی کے امور سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا تو بڑے بڑے مجاہدات بھی ناکافی ہوتے ہیں۔

اس ایک سو پینتالیس احادیث کے مجموعہ میں دین کے اہم شعبجات سے متعلق احادیث مبارکہ آ گئی ہیں عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت، آخرت آداب زندگی سے متعلق کافی ذخیرہ آ گیا ہے جن کی ایک مؤمن کو ضرورت ہوتی ہے جن پر عمل کر کے مؤمن بندہ اللہ تعالی کا مقبول ومحبوب بن سکتا ہے اور دنیوی زندگی بھی پرسکون واطمینان بخش ہوسکتی ہے جس کو حیات طیبہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اور جن امور پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے آج زندگیاں تلخ اور اجیرن بنی ہوئی ہیں اور گھر جہنم کدے بنے ہوئے ہیں ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں زندگی گذار کر ہم اپنے

گھروں کو جنت نشاں بنا سکتے ہیں اور ہمارے گھر اس مصداق ہو سکتے ہیں۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کے رابا کسے کارے نباشد

اگر فردوس برروئے زمین است
ہمین است وہمین است وہمین است

پہلے بھی یہ مجموعہ بار بار چھپتا رہا مگر اب کمپیوٹر کی عمدہ کتابت کرا کر اور مزید نظر ثانی کے بعد شائع کیا جارہا ہے حق تعالی شانہ بیحد قبول فرمائے اور اپنی مخلوق کو زیادہ سے زیادہ فضیاب وسیراب فرمائے حضرت فقیہ الامت نور اللہ مرقدہ کے رفع درجات اور اس ناکارہ کے لئے امور موجب نجات بنائے۔ آمین آمین یارب العالمین.

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
وتب علینا انک انت التواب الرحیم
بحرمة حبیبک سید المرسلین
صلی الله تعالی علی خیر خلقه
سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد
واله واصحابه اجمعین
الی یوم الدین

محمد فاروق غفرلہ
خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ
۲۰ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ بروز شنبہ

بسم الله الرحمن الرحيم

خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَاٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ. فَهٰذِهِ نَبْذَةٌ مِمَّنْ اِسْتَحَقَّ الْغَضَبَ اَوْ اَلْمَقْتَ اَوْ اَلنَّارَ اَوْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ اَوْذِمَّةُ رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْنُفِيَ عَنْهُ اِسْمُ الْاِيْمَانِ وَالْاِسْلَامِ اَوْاُطْلِقَ عَلَيْهِ اِسْمُ الشِّرْكِ اَوْ اَلْكُفْرِ اَوْالنِّفَاقِ.

ترجمہ:۔ ہرقسم کی سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں اور اسی سے مغفرت چاہتے ہیں اور درود بھیجتے ہیں رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور ان کی تمام آل واصحاب پر۔ امابعد۔ پس یہ (بیان ہے) ان میں سے کچھ لوگوں کا جو غضب یا شدت غضب یا نار کے مستحق ہیں۔ یا ان سے اللہ کا ذمہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذمہ بری ہے یا اس سے ایمان واسلام کے نام کی نفی کی گئی ہے، یا اس پر شرک یا کفر یا نفاق کے نام کا اطلاق کیا گیا ہے، یعنی حدیث پاک میں جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے غصہ یا ناراضگی یا جہنم کا مستحق قرار دیا گیا ہے، یا جن کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذمہ بری ہے (یعنی اللہ پر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے) یا اس سے ایمان واسلام کے نام کی نفی کی گئی ہے کہ فلاں کام کرنے والا مؤمن یا مسلمان نہیں ہے، یا اس پر شرک کفر نفاق میں سے کسی نام کا اطلاق کیا گیا ہے۔

ان میں سے کچھ کا بیان اس پیش نظر رسالہ میں ہے، یعنی اس نوع کی حدیثوں

(جن میں امور بالا کا بیان ہے) کو اس رسالہ میں جمع کیا گیا ہے، تاکہ ان امور سے اجتناب کیا جاسکے، خدائے پاک ہم سب کو اور تمام مسلمانوں کو ان سے پورا پورا اجتناب کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال محبت کمال ایمان کے لئے ضروری ہے۔

(۱)عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ، متفق علیه مشکوة کتاب الایمان ص/۱۲

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں کوئی کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کو اس کے والد اس کی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

ف:۔ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ کمال ایمان کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال محبت ضروری ہے، پس جس درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کمی ہوگی اسی درجہ ایمان میں بھی کمی ہوگی۔

اور محبت چونکہ ایک قلبی چیز ہے اس کو جانا پہچانا کس طرح جائے اس کی علامت کیا ہے؟ ورنہ تو ہر شخص کمال محبت کا دعویٰ کر بیٹھے گا سو اس کو سمجھنا ضروری ہے، وھو ھذا۔

محبت کے لئے اطاعت لازم ہے کہ محبّ اپنے محبوب کی اطاعت کرنے پر مجبور ہوتا ہے، جس درجہ کسی سے محبت ہوتی ہے، اسی درجہ وہ اس کا مطیع وفرماں بردار ہوا کرتا ہے، پس جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس درجہ محبت رکھے گا اسی درجہ اطاعت وفرماں برداری کرے گا پس جس شخص کے متعلق معلوم کرنا ہو کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

کتنی محبت رکھتا ہے، اس کی زندگی کو دیکھو کہ وہ اپنی زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرماں برداری کتنی کرتا ہے، والدین، اولاد، خاندان، برادری کی بات اس کے نزدیک زیادہ واجب التعمیل ہے یا سب کو ٹھکرا کر اور کسی کی پرواہ کئے بغیر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے، (محبت عقلی اسی کو کہتے ہیں، یہی مراد ہے، خواہ طبعی محبت اولاد وغیرہ سے زیادہ ہو، مگر جب طبعی محبت کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو ترجیح دیتا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں) شادی، غمی، رنج، خوشی اور دوسرے معاملات میں اس کو خوب دیکھا جا سکتا ہے اور چونکہ یہ اطاعت محبت کے ساتھ ہوگی اس لئے اس میں ایک سرور وانبساط کی کیفیت ہوگی کہ خواہ اس اطاعت وفرماں برداری میں کتنی ہی تکلیف و پریشانی ہو اور برادری خاندان بلکہ پوری دنیا کی مخالفت بھی ہو تب بھی ایک سرور کی کیفیت قلب میں ہوگی جس سے وہ مگن ہوگا کہ محبوب کی اطاعت ہوگئی، اور ایک ضابطہ کی اطاعت ہوتی ہے جیسے ملازم اپنے مالک، یا رعایا اپنے حاکم کی اطاعت کرتی ہے، کہ وہاں بسا اوقات اطاعت تو ہوتی ہے مگر تنگ دلی کے ساتھ، تو جو اطاعت محبت کی وجہ سے ہو اس میں اور ضابطہ کی محبت میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہر ہر امر میں کی جائے اور اس اطاعت پر سرور کی کیفیت ہو تنگ دلی کا نام ونشان بھی نہ ہو یہ علامت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی جو ایمان کیلئے ضروری ہے، اسی کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

فَلاَ وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی	پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ
یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ	ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات
لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا	نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع
قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا.	ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ

کرادیں، پھر اس آپکے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور پورا پورا تسلیم کرلیں۔
(بیان القرآن)

پس بلا اطاعت محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرنے والوں کا دعویٰ محبت (جیسا کہ آج کل اکثر محبت کرنے والوں کا طریقہ ہے کہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ ہے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہے، بلکہ پورے دین ہی کی مخالفت ہے) باطل ہے، کیا خوب کسی نے کہا ہے۔

تَعْصِی الرَّسُوْلَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ ۔۔۔ اِنَّ هٰذَا لَفِیْ الْفِعَالَ بَدِیْع
لَوْ کَانَ حُبُّکَ صَادِقًا لَّاَطَعْتَهٗ ۔۔۔ اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مَطِیْعٗ

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے اور ان کی محبت بھی ظاہر کرتا ہے بے شک یہ تو بڑی عجیب بات ہے، اگر تیری محبت سچی ہوتی تو ان کی اطاعت کرتا، اسلئے کہ محبّ محبوب کا مطیع ہوا کرتا ہے۔

شریعت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام شریعتوں کے لئے ناسخ ہے اور اس پر ایمان لانا تمام اہل ایمان پر ضروری ہے

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ یَهُوْدِیٌّ وَلَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے نہیں سنے گا مجھے (یعنی میری رسالت کی خبر کو) اس امت میں سے

بِــهٖ اِلَّا كَـانَ مِـنْ اَصْـحَابِ النَّارِ رواه الـمسـلـم مشكوة كتـاب الايمان ص ۱۲ ج/۱

کوئی خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی اور پھر میری رسالت پر ایمان لائے بغیر مرجائے مگر وہ جہنم والوں میں سے ہوگا۔

ف:۔معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت تمام شریعتوں اور تمام ادیان کے لئے ناسخ ہے، اس لئے کہ شریعت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہر دین ومذہب والے کو ایمان لانا لازم ہے، ایمان نہ لانے کی صورت میں وہ چونکہ کافر ہے اس لئے مستحق نار ہے۔ (اعاذنا الله منها)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کو نصیحت اور صدقہ کی فضیلت

(۳) عَـنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىْ رَضِىَ اللّٰهُ عَـنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ اَضْحٰى اَوْ فِطْرٍ اِلَى الْمُصَلّٰى فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ يَـامَعْشَـرَ الـنِّسَـاءِ تَصَدَّقْنَ فَـاِنِّىْ اُرِيْتُـكُـنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَا يَــارَسُـوْلَ اللّٰهِ قَــالَ تُـكْثِـرْنَ اللَّعْنَ وَتَـكْـفُــرْنَ الْـعَشِيْــرَ مَـارَأَيْـتُ مِنْ نَـاقِـصَـاتِ عَقْلٍ وَدِيْنٍ اَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدٰ يكُنَّ قُلْنَ وَمَـا نُـقْـصَــانُ دِيْـنِـنَــا وَعَقْلِنَـا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ یا عید الفطر میں عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے (اور نماز اور خطبہ سے فارغ ہوکر) عورتوں کے مجمع کی طرف تشریف لے گئے (چونکہ وہ عیدگاہ کے ایک گوشہ میں ہونیکی وجہ سے تمام خطبہ نہ سن سکی تھیں، اسلئے ان کو ضروری احکام وہدایت فرمانے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے) اور ارشاد فرمایا

يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ اَلَيْسَ شَهَا دَةُ الْمَرْءَ ةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةَ الرَّجُل قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذَالِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا قَالَ اَلَيْسَ اِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذَالِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا. متفق عليه مشكوة كتاب الايمان ص ۱۳ ج/ ۱

اے عورتوں کی جماعت صدقہ کیا کرو اسلئے کہ جہنم والوں میں اکثر مجھے تم دکھائی گئی ہو، عورتوں نے عرض کیا یہ کس وجہ سے ہے یا رسول اللہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لعنت زیادہ کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو (ان دونوں چیزوں کی عورتوں کو عام عادت ہوتی ہے لعنت کرنا، برا بھلا کہنا، کوسنا حتیٰ کہ خود اپنی اولاد کو کوسنا اور لعنت کرنا شروع کر دیتی ہیں، اسی طرح شوہر خواہ کتنا ہی حسن وسلوک کرے مگر جہاں ذرا سی بات خلاف مزاج ہوئی ساری نعمتوں اور حسن وسلوک پر پانی پھیر کر ناشکری شروع کر دیتی ہیں)

اور میں نے ناقصات عقل و دین میں سے ہوشیار مرد کی عقل کو لے جانے والا تم سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا (کہ ناقصات عقل و دین ہونے کے باوجود تم بڑے سے بڑے عقلمند کو لبھا کر خلاف عقل کام کرنے پر آمادہ کر دیتی ہو) عورتوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہماری عقل و دین کا نقصان کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا عورت کی گواہی مرد کی آدھی گواہی کے برابر نہیں ہے؟ (کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے) عورتوں نے عرض کیا کیوں نہیں (یعنی بے شک شرعی قانون یہی ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ عورت کی عقل کے نقصان کی وجہ سے ہی ہے، ارشاد فرمایا کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے، عورتوں نے عرض کیا کیوں نہیں (یعنی بے شک ایسا ہی ہے کہ زمانۂ حیض میں شرعاً نماز روزہ

نہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پس یہ اس کے نقصان دین کی وجہ سے ہے۔
ف:۔ حدیث پاک سے صدقہ کرنے کی فضیلت بھی معلوم ہوگئی کہ اس سے معاصی معاف ہوتے ہیں، اور کثرت سے صدقہ کرنا عذاب جہنم سے حفاظت کا ذریعہ ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صدقہ کرنے کا حکم فرمایا تاکہ جہنم کے عذاب سے حفاظت ہو۔

کسی پر لعنت کرنے کا حکم

کسی پر لعنت کرنے کا حکم بھی معلوم ہوا کہ یہ بھی جہنم میں لے جانے والی چیز ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ ''جس چیز پر لعنت کی گئی ہے اگر وہ اس کا مستحق نہیں تو وہ لعنت کرنے والے پر لوٹ آتی ہے'' اس لئے کسی پر لعنت نہ کرنی چاہئے کافروں ظالموں کے سوا اور متعین طور پر کسی کافر پر بھی لعنت نہ کرے، اس لئے کہ ممکن ہے کہ بعد میں وہ اسلام قبول کرلے، ہاں وصف پر لعنت کی جاسکتی ہے مثلاً کہے ''**لعنة الله علی الکافرین**'' وغیرہ۔

ناشکری کے متعلق بھی معلوم ہوا کہ کتنی سخت اور ہلاکت کی چیز ہے اور جب مخلوق کی ناشکری کا یہ حال ہے تو خالق و مالک تعالیٰ شانہ (جس کے انعامات واحسانات **لاتعد ولاتحصی** ہیں) کی ناشکری اور احسانات کی ناقدری کتنی سخت ہوگی خدائے پاک ناشکری و ناقدری سے حفاظت فرمائے اور شکر وقدر کی توفیق بخشے۔ (آمین)

جنت میں داخل کرنے والا اور دوزخ سے بچانے والا عمل

حضرت معاذؓ سے روایت ہے، فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل	(۴) عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِيْ الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِيْ مِنَ

النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ اَمْرٍ
عَظِيْمٍ وَاِنَّهُ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَسَّرَهُ
اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا
تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ
وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ
وَتَحُجَّ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ
عَلٰى اَبْوَابِ الْخَيْرِ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ
وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا
يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ وَصَلَاةُ الرَّجُلِ
فِيْ جَوْفِ الَّيْلِ ثُمَّ تَلَا "تَتَجَافٰى
جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ حَتّٰى بَلَغَ
يَعْمَلُوْنَ" ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ
بِرَأْسِ الْاَمْرِ وَعُمُوْدِهٖ وَذُرْوَةِ
سَنَامِهٖ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ
رَأْسُ الْاَمْرِ اَلْاِسْلَامُ وَعُمُوْدُهُ
اَلصَّلٰوةُ وَذُرْوَةُ سَنَامِهِ اَلْجِهَادُ ثُمَّ
قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ
ذَالِكَ كُلِّهٖ قُلْتُ بَلٰى يَا نَبِيَّ اللّٰهِ
فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ فَقَالَ كُفَّ عَلَيْكَ

کردے اور جہنم سے دور کردے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم نے فرمایا
بالتحقیق تو نے امر عظیم کے بارے میں
سوال کیا ہے اور یقیناً جس پر اللہ تعالی
آسان کردے بہت آسان ہے وہ یہ ہے
کہ اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی
کو شریک نہ کر اور نماز قائم کر اور زکوۃ ادا کیا
کر اور رمضان کے روزے رکھا کر اور
بیت اللہ کا حج کر، پھر ارشاد فرمایا کیا میں
تجھ کو خیر کے دروازے نہ بتاؤں (کہ جنکے
ذریعہ خیر حاصل ہوتی ہے) فرمایا، روزہ
ڈھال ہے (یعنی اس کے ذریعہ گناہ اور
جہنم کی آگ سے حفاظت کی جاتی ہے)
اور صدقہ کرنا گناہ کو اس طرح مٹا دیتا ہے
جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور مرد
کی نماز رات کے درمیان میں (یعنی
رات کے درمیان میں نماز تہجد) پڑھنا
بھی گناہوں کو اسی طرح مٹا دیتا ہے جس
طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے پھر

هَـذَا فَـقُـلْـتُ يَـا نَبِـيَّ اللهِ وَاِنَّـا لَـمُـوَاخَـذُوْنَ بِـمَـا تَـكَلَّمُ بِهٖ قَالَ ثَـكِـلَتْكَ اُمُّكَ يَـا مُعَـاذُ وَهَلْ يَـكُـبُّ الـنَّـاسُ فِىْ النَّـارِ عَلٰى وُجُهِهِـمْ اَوْمَـنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ. رواه احمد والترمذى وابـن مـاجـه مشكوة (كتاب الايمان ص/۱۴ ج/۳)

مرد کی نماز رات کے درمیان میں (یعنی رات کے درمیان میں نماز تہجد) پڑھنا بھی گناہوں کو اسی طرح مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ''تَتَـجَـافٰـى جُـنُـوْبُهُـمْ عَـنِ الْـمَـضَـاجِـعِ، يَـعْمَلُوْنَ'' تک پوری آیت اس طرح ہے ''تَتَـجَـافٰى جُنُـوْبُهُـمْ عَـنِ الْـمَـضَـاجِـعِ يَـدْعُـوْنَ رَبَّهُـمْ خَوْفًا وَطَمَعاً وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ، فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ'' پھر ارشاد فرمایا کیا نہ بتلاؤں تجھ کو امر دین کا سر (اصل) (کہ اسکے بغیر دین قائم نہ ہو سکے جس طرح بدن سر کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا) اور اس کا ستون (کہ اس کے ذریعہ دین کو استحکام اور قوت و مضبوطی حاصل ہو جیسے چھت کو ستون سے استحکام اور قوت حاصل ہوتی ہے) اور اسکے کوہان کی بلندی (کہ اسکے ذریعہ دین کو بلندی حاصل ہو) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور ارشاد فرمائیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا امر دین کی اصل تو اسلام (شہادتین) ہے (کہ اس کے بغیر دین کا وجود ہی نہیں ہوتا) اور اسکا ستون نماز ہے (کہ نماز کے ذریعہ دین میں پختگی اور قوت پیدا ہوتی ہے) اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے (کہ اس کے ذریعہ دین بلند ہوتا ہے)

پھر ارشاد فرمایا کہ کیا میں تجھ کو ان سب کی اصل اور جڑ کی خبر نہ دوں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ارشاد فرمائیے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا اپنے اوپر اسے بند کر لے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم مواخذہ کیئے جائیں گے، ان باتوں کے ساتھ بھی جو ہم کلام (گفتگو) کرتے ہیں، ارشاد فرمایا، معاذ تجھے تیری ماں رووے، نہیں ڈالیں گی جہنم میں انسان کو ان کے چہروں کے بل یا ناکوں کے بل مگر ان کی زبان کی باتیں۔

ف:۔اس میں تنبیہ فرمائی کہ آدمی جو منہ میں آتا ہے کہتا رہتا ہے حالانکہ بہت سی باتیں کفر ہوتی ہیں جن سے ایمان ہی ختم ہو جاتا ہے اور بہت سی باتیں معصیت اور گناہ ہوتی ہیں جیسے غیبت، چغلی، گالی وغیرہ کہ جن سے اعمال صالحہ برباد ہو جاتے ہیں، اور وہ خالی ہاتھ رہ جاتا ہے، اور چونکہ ان باتوں کو گناہ بھی نہیں سمجھتا اس لئے توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی جس کی وجہ سے جہنم میں جاتا ہے۔

امانت داری

(۵)عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَہُ وَلاَ دِیْنَ لِمَنْ لاَ عَھْدَلَہُ.
رواہ البیھقی فی شعب الایمان
مشکوۃ کتاب الایمان ص/۱۵ ج/۲

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بہت کم خطبہ دیا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر فرمایا کہ اس شخص کا ایمان کامل نہیں جو امانت کا لحاظ نہیں کرتا، اور اس کا کامل دین نہیں جو عہد کی پرواہ نہیں کرتا۔

ف:۔یعنی جب خطبہ دیتے تھے تو یہ جملہ ضرور ارشاد فرماتے تھے ایسا بہت کم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا ہو اور یہ جملے ارشاد نہ فرمائے ہوں اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ عہد وامانت کی حفاظت کی شریعت میں کتنی اہمیت ہے اور آج ہم اس کا کتنا اہتمام کرتے ہیں۔

شرک کرنا

(۶)عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَیْئَانِ مُوْجِبَتَانِ قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْمُوْجِبَتَانِ قَالَ مَنْ مَاتَ یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئاً دَخَلَ النَّارَ وَمَنْ مَاتَ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ. رواہ مسلم (مشکوۃ کتاب الایمان ص/۱۵ ج/۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو چیزیں (جنت ونارکو) واجب کرنے والی ہیں۔ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) واجب کرنے والی دو چیزیں کیا ہیں؟ ارشادفرمایا جوشخص مرجائے اوروہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کوشریک کرتا تھا (یعنی حالت شرک پرمرجائے) تو وہ نارجہنم میں داخل ہوگا،یعنی یہ شرک نارجہنم کوواجب کرنے والا ہےاور جواس حالت میں مرے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کوشریک نہیں ٹھہراتا تھا(یعنی اس کاانتقال ایمان کی حالت میں ہو) تو وہ جنت میں داخل ہوگا یعنی ایمان جنت کوواجب کردینے والا ہے،خواہ بعض بدعملی کی سزا بھگت کر جنت میں داخل ہومگر جنت میں ضرورداخل ہوگا۔

چوری کرتے وقت اورشراب پیتے وقت ایمان نکل جانے کا بیان

(۷)عَنْهُ اوابِیْ هُرَیرَةَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَزْنِیْ اَلزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ اَلسَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَشْرَبُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا،نہیں زنا کرتا زانی جب کہ وہ زنا کرتا ہے دراں حالیکہ وہ مؤمن ہو،اور چورنہیں چوری کرتا جب

اَلْخَمَرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ اِلَيْهِ فِيْهَا اَبْصَارَهُمْ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَغُلُّ اَحَدُكُمْ حِيْنَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاِيَّاكُمْ اِيَّاكُمْ متفق عليه (مشكوة باب الكبائر ص ۱۷)

وَفِىْ رِوَايَةٍ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَلَا يَقْتُلُ حِيْنَ يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ عِكْرَمُةُ قُلْتُ لِاِبْنِ عَبَّاسى كَيْفَ يُنْزَعُ الْاِيْمَانُ مِنْهُ قَالَ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهِ ثُمَّ اَخْرَجَهَا فَاِنْ تَابَ عَادَ اِلَيْهِ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ وَقَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يَكُوْنُ هٰذَا مُؤْمِنًا تَامًّا وَلَا يَكُوْنُ لَهُ نُوْرُالْاِيْمَانِ. هذا لفظ البخارى .

وہ چوری کرتا ہے دراں حالیکہ وہ مؤمن ہو، اور نہیں شراب پیتا جب وہ شراب پیتا ہے دراں حالیکہ وہ مؤمن ہو اور نہیں اچکتا اچکنا کہ لوگ اس کی طرف اس میں اپنی نظریں اٹھاویں (مطلب یہ ہے کہ آشکارا کسی کا مال اچک لیوے لوگ اپنے مال کو جاتے ہوئے دیکھے اور دفع نہ کرسکیں) جب کہ وہ مال اچکتا ہے دراں حالیکہ وہ مومن ہو اور نہیں خیانت کرتا تم میں کوئی جب کہ وہ خیانت کرتا ہے دراں حالیکہ وہ مومن ہو، پس بچو تم ان گناہوں سے بچو، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے، اور نہیں قتل کرتا جب کہ وہ قتل کرتا ہے دراں حالیکہ وہ مؤمن ہو حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ ایمان اس سے کس طرح نکال لیا جاتا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر نکالا اور فرمایا اس طرح اور فرمایا کہ اگر توبہ کر لیتا ہے، یعنی گناہ کر چکتا ہے اور اس سے پھرتا ہے تو پھر ایمان اس کی طرف اس طرح لوٹ جاتا ہے، ہاتھوں کی انگلیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو

دوسری ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر دیا مطلب یہ تھا کہ جس طرح یہ انگلیاں دوسری انگلیوں میں داخل ہیں اسی طرح ایمان انسان کے قلب میں داخل ہوتا ہے اور جب انسان ان گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے تو اس وقت ایمان اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح یہ انگلیاں دوسری انگلیوں سے نکل جاتی ہیں، اور جب وہ توبہ کر لیتا ہے (یعنی جب وہ گناہ کر چکتا ہے اور اس سے لوٹتا ہے) تو ایمان اس کی طرف اپنی پہلی حالت پر لوٹ آتا ہے۔

(اس حدیث پاک کی وضاحت میں) ابوعبداللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ وہ (گناہ کے ارتکاب کے وقت) کامل مؤمن نہیں رہتا اور نہ اس وقت اس کے لئے ایمان کا نور ہوتا ہے (یعنی) اس سے نور ایمان نکل جاتا ہے اور حدیث میں کمال ایمان کی نفی ہے، اصل ایمان کی نہیں، کہ نفس ایمان تو باقی رہتا ہے، مگر کمال ایمان نہیں رہتا۔

منافق کی علامتیں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاَثٌ زَادَ مُسْلِمٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهُ مُسْلِمٌ ثُمَّ اتَّفَقَا اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اُؤْتُمِنَ خَانَ. مشکوة باب الکبائر الکبائر ص/۱۷

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا منافق کی تین نشانی ہیں، مسلم نے (یہ لفظ) زیادہ کئے ہیں اگر چہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور اپنے مسلمان ہونے کا گمان (ودعویٰ) کرے آگے (بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ) دونوں نے اتفاق کیا ہے، (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے، (۲) جب وعدہ کرے تو خلاف کرے، (۳) جب اسے امانت سونپی جائے تو خیانت کرے۔

نفاق فی العقیدہ

ف:۔نفاق کی دو قسمیں ہیں،نفاق فی العقیدہ ونفاق فی العمل

نفاق فی العقیدہ۔تو یہ ہے کہ اس کا عقیدہ ہی درست نہ ہو یعنی دل میں ایمان ہی نہ ہو اور زبان سے مصلحتاً ایمان ظاہر کرے،ایسا شخص حقیقتاً کافر ہے اس کی سزا ''**خلود فی الدرک الاسفل من النار**''ہے۔

نفاق فی العمل

نفاق فی العمل۔کہ عقیدہ تو اس کا درست ہے،مگر عملاً منافقوں کی خصلت اختیار کرتا ہے اس کے ذمہ خصلتوں کا ترک کرنا اور توبہ کرنا لازم ہے۔

یہ تین چیزیں،جھوٹ بولنا،وعدہ خلافی کرنا،خیانت کرنا،یہ سب نفاق فی العمل کی نشانی ہیں،یعنی یہ خصلتیں منافقوں کی ہیں،مسلمانوں کو ان خصلتوں سے بچنا چاہئے۔

(۹)عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنُ عَمْرٍ و رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِیْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَهَا اِذَا اُوْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ متفق علیه. (باب الکبائر ص/۸۰/)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چار خصلتیں ہیں جس شخص میں وہ چاروں ہوں تو وہ خالص منافق ہے،اور جس شخص میں ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے(۱)جب اسے امانت سونپی جائے تو خیانت کرے (۲)جب بات کرے جھوٹ بولے (۳)جب عہد کرے تو بد

عہدی کرے (یعنی اس کے خلاف کرے) (۴) جب جھگڑا کرے تو فحش بکے۔

ف:۔اس حدیث پاک میں بھی نفاق فی العمل کا بیان ہے۔

گناہ کے وقت بندہ سے ایمان نکل جانے کی مثال

(۱۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زَنَی الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْهُ الْاِیْمَانُ فَکَانَ فَوْقَ رَأْسِهٖ کَالظُّلَّةِ فَاِذَا خَرَجَ مِنْ ذٰلِکَ الْعَمَلِ رَجَعَ اِلَیْهِ الْاِیْمَانُ. رواه الترمذی مشکوة وابوداؤد باب الکبائر ص/۱۸

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب بندہ زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان نکل جاتا ہے، اور اسکے سر کے اوپر مثل سائبان کے ہوجاتا ہے، جب وہ اس کام سے فارغ ہوجاتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دس باتوں کی وصیت

(۱۱) عَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَوْصَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرِ کَلِمَاتٍ قَالَ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَاِنْ قُتِلْتَ اَوْ حُرِّقْتَ وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَیْکَ وَاِنْ اَمَرَاکَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَهْلِکَ وَمَالِکَ وَلَا تَتْرُکَنَّ صَلٰوةً مَّکْتُوْبَةً مُّتَعَمِّدًا فَاِنَّ مَنْ

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس باتوں کا حکم فرمایا (۱) اللہ تعالی کے ساتھ شرک نہ کرنا اگرچہ تو قتل کردیا جائے (عزیمت یہی ہے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ عزیمت پر عمل فرماتے تھے اس لئے ان کو یہ حکم فرمایا ورنہ ایسے موقع پر جب قتل کئے جانے کا یقین ہو اور

تَرَکَ صَلٰوۃً مَّکْتُوْبَۃً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَلَاتَشْرَبَنَّ خَمَرًا فَاِنَّہُ رَأْسُ کُلِّ فَاحِشَۃٍ وِاِیَّاکَ وَالْمَعْصِیَّۃَ فَاِنَّ بِالْمَعْصِیَّۃِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰہِ وَاِیَّاکَ وَالْفَرَارِ مِنَ الزَّحْفِ وَاِنْ ھَلَکَ النَّاسُ وَاِنْ اَصَابَ النَّاسُ مَوْتٌ وَاَنْتَ فِیْھِمْ فَاثْبُتْ وَاَنْفِقْ عَلٰی عَیَالِکَ مِنْ طَوْلِکَ وَلَا تَرْفَعْ عَنْھُمْ عَصَاکَ اَدَبًا وَاَخِفْھُمْ فِی اللّٰہِ رواہ احمد (مشکوۃ باب الکبائر ص/۱۸.

زبان سے کلمۂ کفر کہہ دینے سے جان بچ سکتی ہوتو اطمینان قلب کے ساتھ کلمۂ کفر زبان سے کہہ کر جان بچانے کی اجازت ہے، گواعلی وافضل یہی ہے کہ اس صورت میں بھی کلمۂ کفر زبان سے نہ نکالے) (۲)اور اپنے والدین کی نافرمانی مت کر اگرچہ وہ اہل وعیال اور مال ودولت سے جدا ہونے کا حکم دیں، (یہ بطور تاکید ومبالغہ کے ہے ورنہ اس صورت میں ان کی اطاعت واجب نہیں حرج کی وجہ سے اور، اگر والدین کا مقصود ہی اس حکم سے اہل وعیال پر ظلم کرنا ہو جیسا کہ بعض فاسد طبیعت اور بدمزاج لوگوں کا حال ہوتا ہے، تو ان کی اطاعت جائز بھی نہیں بلکہ معصیت ہے، ''لَاطَاعَۃَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَۃِالْخَالِقِ الحدیث'' کی وجہ سے (۳)اور فرض نماز جان بوجھ کر ہرگز نہ چھوڑ اس لئے کہ جو شخص جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑ دیتا ہے تو یقیناً اللہ تعالی کا ذمہ اس سے بری ہوجاتا ہے، (یعنی وہ شخص اللہ تعالٰی کے امان سے نکل جاتا ہے، دنیا میں مستحق تعزیر ہونے کی وجہ سے اور آخرت میں مستحق عذاب ہونے کی وجہ سے) (۴)اور ہرگز شراب نہ پینا پس تحقیق یہ تمام برائیوں کی اصل ہے (کہ ہر قسم کی برائی کا سبب ہے) (۵)اور بچ تو گناہ سے پس بے شک گناہ کے ساتھ اللہ کا غضب اترتا ہے، (٦) اور بچ تو میدان جہاد میں بھاگنے سے اگرچہ سب انسان

ہلاک ہوجائیں، (یہ بھی عزیمت ہے ورنہ جب کفار مسلمانوں سے دوچند سے زائد ہوں، تو اس وقت میدان سے چلے جانا جائز ہے مگر اعلیٰ وافضل یہی ہے کہ خواہ سب ہلاک ہوجائیں، مگر میدان سے نہ بھاگے) (۷) اور بچ تو اس وقت بھاگنے سے جب لوگوں کو (کسی وبا وغیرہ کی وجہ سے) موت پہنچے، اور تو ان میں موجود ہوتو ان میں ہی قائم رہ، (معلوم ہوا جس بستی میں طاعون وغیرہ کی وبا پھیلی ہوئی ہو اس بستی سے اس وبا کی وجہ سے بھاگنا جائز نہیں ہے) (۸) اور اپنے اہل وعیال پر حسب استطاعت خرچ کر (۹) اور ان سے اپنی ادب کی لاٹھی اٹھا کر نہ رکھ (یعنی انکی تادیب وتربیت سے غافل مت ہو برابر نگہداشت رکھ کہ کوئی برائی کوئی گندی عادت ان میں پیدا نہ ہوجائے) (۱۰) اور انکو اللہ تعالیٰ کے بارے میں ڈراتا رہ کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے اس کا عذاب ہوتا ہے، اس سے ڈراتا رہ (مگر افسوس آج تو اولاد کو خود ہی برائی سکھائی جاتی ہے اور انکو لے کر سنیماں ہالوں میں جاتے ہیں جہاں سے ہر قسم کی بے حیائی بدتہذیبی ظلم وسفا کی زنا کاری چوری وڈاکہ زنی جیسے امراض جنم لیتے ہیں، اور اس کو تہذیب وکمال سمجھا جاتا ہے اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے)

ان چار چیزوں کا بیان جن پر ایمان لائے بغیر مومن نہیں ہوتا

(۱۲) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِاَرْبَعٍ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّااللهُ وَاِنِّىْ رَسُوْلُ اللهِ بَعَثَنِىْ بِالْحَقِّ وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَيُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بندہ مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ لاوے (۱) گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق (مستحق عبادت)

رواه الترمذی وابن ماجه مشکوة باب الایمان بالقدر ص/۲۲

نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں مجھے اس نے حق کے ساتھ بھیجا ہے(۲)اور ایمان لاوے موت کے (حق ہونے کے) ساتھ کہ یہ اللہ کے حکم سے آتی ہے (اس کے حکم کے بغیر نہیں آسکتی) (۳) اور ایمان لاوے مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر (کہ مرنے کے بعد اٹھایا جانا، حساب وکتاب، جزا، سزا، جنت جہنم سب حق ہیں)(۴)اور ایمان لاوے تقدیر پر کہ اچھا برا جو کچھ ہوتا ہے، سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا ہے سب کچھ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے طے فرمادیا ہے۔

مرجیہ قدریہ کا بیان

(۱۳) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِیْ لَيْسَ لَهُمَا فِی الْاِسْلَامِ نَصِيْبٌ اَلْمُرْجِيَّةُ وَالْقَدْرِيَّةُ. رواه الترمذی وقال هذا حديث غريب مشكوة باب الايمان بالقدر ص/۲۲

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت میں دو گروہ ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں (۱) مرجیہ (۲) قدریہ۔

ف:۔مرجیہ۔ سے مراد فرقہ جبریہ ہے، جو انسان کو مجبور محض اور بے اختیار سمجھتے ہیں اور انسان کی طرف افعال واعمال کی نسبت ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسا کہ پتھر اور لکڑی کی طرف نسبت کی جائے حالانکہ وہ مجبور محض ہیں۔ ان کو لڑھکا دیں پھینکیں تو وہ گرتے چلے جاویں ان کو اس میں کوئی دخل نہیں۔

قدریہ۔ وہ فرقہ ہے جو تقدیر کا منکر ہے اور بندوں کو اپنے افعال میں مختار محض جانتے ہیں کہ بندوں کے افعال، بندوں کے اپنی قدرت سے پیدا کئے ہوئے ہیں۔

پہلے عقیدہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت اور دوسرے عقیدہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف عجز کی نسبت لازم آتی ہے جن سے اللہ تعالیٰ پاک اور منزہ و بلند ہے اس لئے دونوں فرقے اسلام سے خارج ہیں۔

وائدہ اور موؤدہ دونوں دوزخ میں

(۱۴) عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَائِدَةُ وَالْمَوْؤُدَةُ فِي النَّارِ. رواه ابو داؤد والترمذی (مشکوۃ باب الایمان بالقدر ص/ ۲۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بچہ کو زمین میں گاڑنے والی عورت (جیسے کوئی عورت اپنے بچہ کو فقر وفاقہ کے ڈر سے) خود زندہ زمین میں گاڑ دے کسی دایہ اور نوکرانی وغیرہ سے گڑوادے، مرد کا حکم بھی یہی ہے۔اور زمین میں زندہ گاڑی جانے والی بچی جس کو زمین میں زندہ دفن کردیا گیا، دونوں جہنم میں جائیں گی۔

تمام انسانوں میں سب سے زیادہ مبغوض اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین ہیں

(۱۵) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلاَثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ

فِــي الْاِسْلَامِ سُــنَّةَ الْـجَـاهِـلِيَّةِ وَمَطَّلِبُ دَمِ امْرَئٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْـرِيْـقَ دَمَــهُ. رواه البخاری مشکوة باب الاعتصام بالکتاب والسنة ص ۲۷

مبغوض تین ہیں (۱) حرم میں کج روی کرنے والا (یعنی جو چیزیں حدود حرم میں ممنوع ہیں ان کو کرنے والا یا مطلقاً گناہ کرنے والا مراد ہے کہ گناہ کرنا ویسے بھی اللہ تعالیٰ کے غصہ کا سبب ہے اور حدود حرم میں کرنا اور زیادہ غضب خداوندی کا ذریعہ ہے) (۲) اسلام میں جاہلیت کا طریقہ اختیار کرنے والا (یعنی جاہلیت کے رسم ورواج اختیار کرنے والا) (۳) کسی مسلمان کا ناحق خون طلب کرنے والا تا کہ وہ اسکو بہا دیوے، قتل کر دیوے، یعنی صرف قتل کرنا مقصود ہے کوئی اور وجہ نہیں، گو اگر قتل کرنے سے کوئی اور غرض غیر شرعی مقصود ہو تب بھی قتل کرنا سخت معصیت اور ظلم اور غضب خداوندی کا سبب ہے مگر جب کوئی وجہ بھی نہ ہو محض قتل کرنا ہی مقصود ہے تو حد درجہ مبغوض ہے۔

ف:۔ اور جب ان چیزوں کا طلب کرنے والا اور چاہنے والا ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا مبغوض اور ناپسندیدہ ہے تو ان کاموں کو کرنے والا کتنا مبغوض اور ناپسندیدہ ہوگا۔

اپنی خواہشات کا شریعت کے تابع کر دینا کمال ایمان کیلئے شرط ہے

(۱۶) عَــنْ عَبْــدِ اللهِ بْـنِ عَـمْـرٍ ورَضِــيَ اللهُ عَـنْهُـمَــا قَـالَ قَـالَ رَسُـوْلُ اللهِ صَـلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ

حضرت عبداللہ بن عمر ورضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں کوئی کامل الایمان نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ

تَبْعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ. رواه فی شرح السنة وقال النووی فی اربعینه هذا حدیث صحیح رویناه فی کتاب الحجة باسناد صحیح. (مشکوة باب الاعتصام بالکتاب والسنة ص ۳۰)

اس کی خواہش اس شریعت کے تابع ہوجائے جس کو میں لایا ہوں، (یعنی جو شریعت مجھ کو دی گئی ہے اپنی خواہش کو اس کے تابع کردے، یعنی شریعت کے مقابلہ میں اپنی خواہشات کے مقتضا پر عمل نہ کرے، بلکہ خواہش نفسانی کے خلاف ہونے کے باوجود شریعت پر عمل کرے)

ف:۔جس درجہ اپنی خواہشات کو شریعت پاک کے تابع کردے گا اسی درجہ اس کا ایمان کامل ہوگا، حتیٰ کہ اعتقاد میں عمل میں عادات وعبادات میں کمال خوشی کے ساتھ شریعت کا تابع ہوجائے اور اس کا کمال جب حاصل ہوتا ہے جب بندہ سے کدورات نفسانیہ دور ہوکر صفات نوریہ روشن ہوجائیں اور یہ چیز اولیاء کاملین کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے۔

تمنا درددل کی ہے تو خدمت کر فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینہ میں

پوری امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام گمراہی پر جمع نہ ہوگی

(۱۷) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَایَجْمَعُ اُمَّتِیْ اَوْقَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلٰی ضَلَالَةٍ وَیَدُ اللّٰهِ عَلَی الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نہیں جمع فرمائیں گے میری امت کو، یا یہ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی

شُذَّ فِی النَّارِ. رواہ الترمذی مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص/ ۳۰

امت کو گمراہی پر اور اللہ کا ہاتھ (یعنی اس کی مدد و حفاظت، توثیق وتائید) جماعت کے اوپر ہے اور جو شخص (اس جماعت حقہ) سے جدا ہوگا اعتقاد میں عمل میں تو اس کو اس جماعت سے علیحدہ کر کے جہنم میں ڈالا جائے گا۔

ف:۔معلوم ہوا اس جماعت حقہ کے ساتھ رہنا ضروری ہے جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی تصریح ہے۔

اِتَّبِعُوْ السَّوَادَ الْاَعْظَمَ، فَاِنَّهُ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ الحدیث (مشکوٰۃ شریف ص۳۰)

سوادِ اعظم کا مصداق

''سوادِ اعظم۔ بڑی جماعت کا اتباع کرو پس بے شک جو (بڑی جماعت) سے جدا ہوگا وہ جدا کر کے جہنم میں ڈالا جائے گا''۔

اور مسلمانوں کی بڑی جماعت پر ہی اللہ کی خاص مدد ہوتی ہے اسی کے ساتھ رہنے کا حکم فرمایا ہے اور یوں تو ہر فرقہ آج اپنے کو اہل سنت والجماعت کہتا ہے اور اپنے کو حق پر گمان کرتا ہے مگر یہ ''سواد اعظم'' کے لفظ کا مصداق اہل سنت والجماعت (جو علمائے دیوبند کے مطابق عقائد رکھتے ہیں) چونکہ دوسرے تمام فرقوں سے یہ حضرات تعداد میں کہیں زیادہ ہیں جس کی وجہ سے ''سواد اعظم'' کا لفظ انہیں پر صادق آتا ہے۔

جماعت سے جدا ہونا

(۱۸) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

(۱۸) عَنْ اَبِیْ ذَرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رُبْقَۃَ الْاِسْلَامِ عَنْ عُنُقِہٖ. رواہ احمد وابوداؤد (باب الاعتصام ص/ ۳۱)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جماعت سے بالشت بھر جدا ہوا (یعنی کچھ دیر کے لئے جدا ہوا یا جماعت کی تھوڑی سی مخالفت کی) تو اس نے اسلام کا پٹہ (یعنی اسلام کا ذمہ) اپنی گردن سے نکال دیا یعنی جماعت سے جدائی اسلام سے ہی جدائی کا سبب بن جاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جماعت سے مراد یہاں بھی سواد اعظم (مسلمانوں کی بڑی جماعت) ہے۔

بنی اسرائیل سے روایت کرنا

(۱۹) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلِّغُوْا عَنِّی وَلَوْ اٰیَۃً وَحَدِّثُوْا مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ. رواہ البخاری (مشکوۃ کتاب العلم ص/ ۳۲)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پہنچاؤ میری طرف سے یعنی مجھ سے باتیں سن کر دوسروں تک پہنچاؤ اگر چہ وہ ایک ہی آیت ہو (یعنی اگر چہ وہ بات مختصر سی ہی ہو اسکو بھی پہنچاؤ) اور بنی اسرائیل کی خبریں جو قرآن وحدیث کے مخالف نہ ہوں بھی بیان کرو، (یعنی ان کا بیان کرنا جائز ہے) اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور جو شخص جان

بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے، (یعنی میری طرف ایسی بات منسوب کرے جس کو میں نے بیان نہیں کیا) تو وہ شخص جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ کوئی بات منسوب کرنا

ف:۔ یعنی حدیث بیان کرنے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے جب تک حدیث ہونے کی تحقیق نہ ہو اس کو حدیث کہنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا بڑا خطرناک ہے، آج ہم اس سلسلہ میں بڑے بے محتاط ہیں، بلا تحقیق باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا عام رواج ہوگیا، "**اللّٰھم احفظنامنه**" حالاں کہ باتفاق علماء یہ حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور امام محمد جوینی نے اس کو کفر لکھا ہے۔

نیز یہ حدیث متواترات میں سے ہے، بلکہ اس کے درجہ کو دوسری متواتر حدیثیں نہیں پہنچتیں، بیان کیا گیا ہے کہ باسٹھ [۶۲] صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو بیان کیا ہے، جن میں عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم بھی ہیں۔

قیامت میں اول جس کا حساب ہوگا اور اخلاص سے متعلق حدیث

(۲۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ یُقْضٰی عَلَیْهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ فَاُوتِیَ بِهٖ فَعَرَّفَ نِعْمَتَهُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ فَمَاعَمِلْتَ فِیْهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِیْکَ حَتّٰی اُسْتُشْهِدْتُ قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمام انسانوں میں سب سے پہلے جس شخص کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہوگا اس کو لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں اس کو یاد دلاوینگے، وہ ان سب کو پہچانے گا

كَـذَبْـتَ وَلٰـكِـنَّـكَ قَـاتَلْتَ لِاَنْ	اور اقرار کرے گا، پس اللہ تعالیٰ ارشاد
يُّـقَـالَ جَـرِئٌ فَـقَـدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَبِهٖ	فرمائیں گے تونے ان نعمتوں میں کیا
فَسُـحِـبَ عَـلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِىَ	عمل کیا (اوران نعمتوں کا کیا حق شکرادا
فِى الـنَّــارِ وَرَجُـلٌ تَـعَـلَّـمَ الْعِلْمَ	کیا) وہ عرض کرے گا میں نے تیرے
وَعَـلَّـمَـهٗ وَقَـرَءَ الْـقُـرْاٰنَ فَاُتِىَ بِهٖ	راستہ میں قتال کیا یہاں تک کہ شہید کیا
فَـعَـرَّفَـهٗ نِـعَـمَـهٗ فَـعَرَفَهَا قَالَ فَمَا	گیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے
عَـمِـلْـتَ فِيْهَـاقَالَ تَعْلَمْتُ الْعِلْمَ	تو نے جھوٹ کہا، تو نے اس لئے قتال
وَعَـلَّـمْتُــهٗ وَقَرَأْتُ فِيْكَ الْقُرْاٰنَ	کیا تا کہ کہا جائے کہ بڑا بہادر ہے سو کہا
قَـالَ كَـذَبْـتَ وَلٰـكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ	جاچکا (اور تیرا مقصد حاصل ہوگیا، اب
الْـعِـلْـمَ لِيُقَالَ اِنَّكَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ	کیا چاہتا ہے) پس اس کے بارے
الْـقُـرْاٰنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ	میں حکم کیا جائے گا اور اس کو منہ کے بل
ثُـمَّ اُمِـرَبِهٖ فَسُحِبَ بِهٖ عَلٰى وَجْهِهٖ	گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا،
حَتّٰـى اُلْـقِىَ فِى النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ	اور ایک وہ شخص جس نے علم سیکھا اور
اللّٰهُ عَـلَيْــهِ وَاَعْـطَـاهُ مِنْ اَصْنَافِ	دوسروں کو سکھلایا اور قرآن پاک پڑھا
الْـمَـالِ كُـلِّـهٖ فَاُتِىَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ	اسے لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی
فَـعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ	نعمتیں یاد دلائیں گے وہ سب کو یاد
مَــاتَـرَكْـتُ مِـنْ سَبِيْـلٍ تُحِبُّ اَنْ	کرے گا اور اقرار کرے گا، اللہ تعالیٰ
يُـنْـفَـقَ فِيْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ	ارشاد فرمائیں گے تونے ان نعمتوں میں
قَــالَ كَـذَبْـتَ وَلٰـكِـنَّـكَ فَعَلْتَ	کیا عمل کیا۔ (ان نعمتوں کا کیا حق شکر
لِـيُـقَـالَ جَـوَادٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ	ادا کیا) وہ شخص کہے گا میں نے علم

فَسُحِبَ بِهٖ عَلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ اُلْقِیَ فِی النَّارِ. رواه مسلم . (مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۳۳/)

حاصل کیا اور دوسروں کو سکھلایا اور تیری خوشنودی کے لئے قرآن پاک پڑھا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو جھوٹا ہے تو نے علم اس لئے سیکھا تا کہ تجھکو کہا جائے بڑا عالم ہے اور قرآن پاک اس لئے پڑھا تھا تا کہ کہا جائے کہ وہ بڑا قاری ہے، سو یہ کہا جا چکا (اور جو مقصد تھا حاصل ہو گیا، اب کیا چاہتا ہے) اور حکم کیا جائے گا اور منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

اور ایک وہ شخص ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے (دنیا) میں اس پر روزی کو خوب کشادہ کیا اور اس کو ہر قسم کا مال عطا فرمایا، اس کو لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے، وہ سب کا اقرار کرے گا پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے تو نے ان نعمتوں کا کیا حق شکر ادا کیا، وہ کہے گا کہ میں نے خیر کا کوئی راستہ جس میں خرچ کیا جانا تجھے محبوب ہو نہیں چھوڑا، کہ میں نے اس میں خرچ نہ کیا ہو، بلکہ ہر ہر راستہ میں تیری رضا وخوشنودی کے لئے خرچ کیا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے۔ تو جھوٹ کہتا ہے یہ سب تو نے اس لئے کیا تا کہ تجھکو کہا جائے کہ بڑا سخی ہے، سو کہا جا چکا، (اور تیرا مقصد حاصل ہو گیا) پس اس کو حکم کیا جائے گا اور اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

ف:۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اصلاح نیت اور اخلاص کتنا ضروری ہے جو عمل کیا جائے، محض اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے ہو کوئی اور غرض بالکل نہ ہو، ورنہ وہ عمل ضائع اور بے کار ہے اور بڑا خسارہ ہے۔

کتمانِ علم پر وعید

(۲۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ　　　حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ اُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ. رواه احمد وابوداؤد والترمذی ورواه ابن ماجه عن انس رضی الله عنه (مشکوة کتاب العلم ص/۳۴)

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص سے کسی علم کی بات کا سوال کیا جائے اور وہ اس کو جانتا ہے پھر اس کو چھپا لیوے (اور نہ بتاوے) تو اس کو قیامت میں آگ کی لگام لگائی جائے گی۔

ف:۔ یہ وعید فرائض دین کے بارے میں ہے کہ اگر فرائض دین میں سے (جن چیزوں کو جاننا سیکھنا فرض وواجب ہے) سوال کیا جائے اور وہ جاننے کے باوجود نہ بتاوے اور جن چیزوں کا جاننا فرض وواجب نہیں ان کا اگر سوال کیا جائے تو اس وقت یہ حکم نہیں۔ واللہ اعلم

کسی فاسد نیت سے علم دین حاصل کرنا

(۲۲) عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيْ بِهِ الْعُلَمَاءَ اَوْ لِيُمَارِيْ بِهِ السُّفَهَاءَ اَوْيَصْرِفَ بِهِ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَيْهِ اَدْخَلَهُ اللهُ النَّارَ، رواه الترمذی ورواه ابن ماجه عن ابن عمر رضی الله عنه (مشکوة کتاب العلم ص/۳۴)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا جوشخص علم طلب کرے تاکہ اسکی وجہ سے علماء سے فخر ومباحثہ کرے یا بے وقوفوں سے جھگڑا کرے یا اسلئے کہ لوگوں کے چہروں کو اپنی طرف پھیرے (یعنی صرف عزت یا مال وجاہ حاصل کرنے کیلئے علم سیکھا) تو اللہ تعالیٰ اسکو جہنم میں داخل فرمائیں گے۔

ف:۔اس حدیث پاک سے بھی اصلاح نیت اور اخلاص کا ضروری اور فرض ہونا معلوم ہوا اور یہ چیز اولیاء اللہ اور مخلصین کی صحبت اختیار کئے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔

لہٰذا اولیاء کرام اور مخلصین کی صحبت کا اختیار کرنا ضروری ہوا اس لئے موقوف علیہ فرض کا فرض ہوتا ہے۔

(۲۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ لَا يَتَعَلَّمُهُ اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهٖ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِیْ رِيْحَهَا، رواه احمد وابو داؤد وابن ماجه (مشکوۃ کتاب العلم ص/۳۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ایسی چیز کا علم حاصل کرے جس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی طلب کی جاتی ہے اور وہ اس کو اس لئے سیکھتا ہے تا کہ دنیا کا سامان حاصل کرے تو وہ قیامت میں جنت کی خوشبو بھی نہ پاوے گا۔

ف:۔اس سے مراد علم دین ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جاتی ہے اور کوئی شخص اس کو دنیا کی اغراض کے لئے حاصل کرے تو اس کے حق میں یہ وعید ہے۔

اور اس سے مراد کہ ''وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا'' یہ ہے کہ جب تک بداعمالیوں کی سزا نہ پائے گا چونکہ جب اس کی حصول علم کی نیت ہی صحیح نہیں تو اس سے دوسری بداعمالیاں بھی سرزد ہوں گی تو جب تک ان کی سزا نہ پالے گا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نیز اس حدیث پاک سے بھی اصلاح نیت اور اخلاص کی ضرورت کا علم ہوا۔

تفسیر بالرائے کا حکم

(۲۴) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِیْ الْقُرآنِ بِرَأْیِهٖ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَفِیْ رِوَایَةٍ مَنْ قَالَ فِی الْقُرآنِ بِغَیْرِ عِلْمٍ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. رواہ الترمذی (مشکوۃ کتاب العلم ص/۳۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص قرآن پاک میں اپنی رائے سے کچھ کہے (جبکہ اسکی سند اور دلیل شرعی اس کے پاس نہ ہو) تو وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالے، (یعنی اس کا ٹھکانہ جہنم ہے)

ف:۔آج کل بہت سے نام ونہاد مفسرین حضرات مفسرین متقدمین ومتأخرین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کی بیان فرمودہ تفسیر کو چھوڑ کر اپنی رائے سے تفسیر کرنا کمال سمجھتے ہیں، اور تہذیب جدید اور نئی روشنی والے اپنے آزادانہ مزاج کے موافق ہونے کی وجہ سے اس کو ہی تمام تفسیروں پر فوقیت دیتے ہیں، وہ حدیث پاک کی روشنی میں اس کا انجام سوچ لیں۔اللّٰھم احفظنا منه.

المراء فی القرآن کفر

(۲۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمِرَاءُ فِی الْقُرْآنِ کُفْرٌ. رواہ احمد وابوداؤد مشکوۃ کتاب العلم ص/۳۴

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قرآن پاک میں جھگڑنا کفر ہے۔

ف:۔قرآن پاک میں جھگڑنا یہ ہے کہ قرآن پاک کی آیتوں کو بعض کو بعض کے ذریعہ دفعہ

کرے مثلاً یہ کہ یہ آیت فلاں آیت کے معارض ہے، یہ فلاں کے معارض ہے، ایسے کرنے کو کفر فرمایا ہے۔

اس لئے جہاں تک ہو سکے آیتوں کے درمیان توفیق و تطبیق کی کوشش کرے، مثلاً جن دو آیتوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے، ان میں جو صریح اور واضح ہے اس پر عمل کرے اور دوسری آیت میں مناسب تاویل کرے، اگر کسی جگہ تطبیق مشکل ہو تو یہ اعتقاد کرے کہ یہ میری فہم کا قصور ہے اور یہ اعتقاد کرے کہ اس کا مطلب جو بھی اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں ہے وہ حق ہے۔

داڑھی میں گرہ لگانا، گلے میں تانت باندھنا، لید سے استنجاء کرنا

(۲۶) عَنْ رُوَیْفَعِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَارُوَیْفَعَ لَعَلَّ الْحَیَاۃَ سَتَطُوْلُ بِکَ بَعْدِی فَاَخْبِرِ النَّاسَ اَنَّ مَنْ عَقَدَ لَحْیَتَہُ اَوْ تَقَلَّدَ وَتْرًا اَوْ اِسْتَنْجٰی بِرَجِیْعِ دَابَّۃٍ اَوْ عَظْمٍ فَاِنَّ مُحَمَّدًا مِنْہُ بَرِیٌٔ رواہ ابوداؤد مشکوۃ باب اداب الخلاء ص/۴۳

حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے رویفع شاید تیری زندگی میرے بعد طویل ہو (کہ تو میرے بعد زندہ رہے اور لوگوں کو ان رسمیات میں مبتلاء دیکھے) تو لوگوں کو خبر دیدینا کہ جو شخص اپنی داڑھی میں گرہ لگاوے یا تانت کو گلے میں لٹکاوے یا کسی چوپائے کی رجیع (نجاست سے استنجاء کرے، یا ہڈی سے استنجاء کرے، پس بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے بری ہیں۔

ف:۔ **داڑھی میں گرہ لگانا**، اکثر علماء نے بیان فرمایا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ خاص تدبیر اور تکلف کے ساتھ بالوں کو گھونگھریالے کرنے کے لئے گرہ لگاوے، یہ ممنوع ہے چونکہ اس سے سنت کی مخالفت لازم آتی ہے، کیونکہ سنت تو داڑھی کے بالوں کو سیدھے چھوڑے رکھنا ہے۔

بعض نے یہ بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ لڑائی کے وقت داڑھی میں گرہ لگالیا کرتے تھے، بعض نے کہا ہے کہ اہل عجم کی عادت بھی یہی تھی جیسا کہ سکھ بھی اپنی داڑھی کو باندھتے ہیں، نیز اس میں عورتوں کے ساتھ بھی کسی درجہ میں مشابہت ہوتی ہے، اور اس سے تغییر خلق اللہ بھی لازم آتا ہے، ان سب وجوہات کی بنا پر یہ ممنوع ہے۔

تانت گلے میں ڈالنا۔ اہل جاہلیت تعویذ اور منکے باندھ کر بچوں اور گھوڑوں کے گلوں میں دفع نظر اور محافظت عن الآفات کے اعتقاد کے ساتھ ڈالتے تھے اس سے منع فرمایا ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ ڈورے میں گھنٹی یا گھنگرو باندھ کر لٹکاتے تھے اس سے منع فرمایا ہے۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اہل جاہلیت کمان کے چلّے گھوڑوں کے گلے میں دفع نظر کے اعتقاد سے ڈالتے تھے اس لئے اس سے بھی منع فرمایا ہے۔

ف:۔ اگر ان چیزوں کو مؤثر بذاتہ اعتقاد کرے جیسا کہ بعض جاہل اعتقاد رکھتے ہیں تو یہ شرک ہے اور اگر یہ اعتقاد نہ رکھے بلکہ مؤثر حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہی کو جانے، ان چیزوں کو سبب کے درجہ میں اختیار کرے تو بھی کفار و فساق کیساتھ مشابہت ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔

رجیع۔ (لید گوبر وغیرہ) اور ہڈی سے استنجاء کرنا۔ رجیع سے استنجاء کرنے کی ممانعت کی گئی اس لئے کہ وہ خود ناپاک ہے اس سے پاکی کیسے حاصل ہوگی۔

ہڈی سے استنجاء کرنے کی ممانعت کی وجہ خود حدیث پاک میں بیان کی گئی

ہے''فانہ زاد اخوانکم الجن'''' کہ یہ تمہارے بھائی جنوں کی غذا ہے''اسی طرح حدیث پاک میں بیان کیا گیا ہے کہ جب جن ہڈی کو پاتے ہیں تو پہلے سے بھی زیادہ گوشت سے بھری ہوئی ہوتی ہے، پس جب ہڈی جنوں کی غذا ہے اور غذا کا احترام ضروری ہے اس لئے ہڈی سے استنجاء کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔

نیز ہڈی سخت ہوتی ہے اور بعض دفعہ اس کا کوئی حصہ دھاردار ہوتا ہے جس سے زخم کا اندیشہ ہوتا ہے، اس مضرت سے بچانے کے لئے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور شفقت کے ممانعت فرمائی ہے۔

قضاء حاجت کے وقت آپس میں باتیں کرنا اور ستر کھولنا دوسرے کے سامنے

(۲۷) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایَخْرُجُ الرَّجُلَانِ یَضْرِبَانِ الْغَائِطَ کَاشِفَیْنِ عَنْ عَوْرَتِھِمَا یَتَحَدَّثَانِ فَاِنَّ اللّٰہَ یَمْقُتُ عَلٰی ذَالِکَ. رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجہ (مشکوۃ باب اداب الخلاء ص/۴۳)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو آدمی پاخانہ پھرنے کے لئے اس حالت میں نہ نکلیں کہ ستر کھولے ہوئے ہوں اور آپس میں باتیں کررہے ہوں پس بے شک اللہ تعالیٰ ایسا کرنے سے سخت غضبناک ہوتا ہے۔

ف:۔ مطلب یہ ہے کہ پائخانہ پھرنے کے لئے اس طرح بیٹھیں کہ ایک دوسرے کا ستر نظر آوے (یہ بھی حرام ہے) اور دونوں آپس میں باتیں کررہے ہوں، ایسی حالت میں باتیں کرنا سخت بے حیائی کی بات ہے، اور یہ حکم مردوں عورتوں دونوں کے لئے ہے، بعض قوم

و برادری کی عورتیں اس میں مبتلاء ہیں، انہیں اس سے بہت احتیاط کرنی چاہئے بہت سی عورتیں خیال کرتی ہیں کہ عورت کو عورت سے پردہ نہیں ہے اسی وجہ سے ایک ساتھ بیٹھ کر پائخانہ کرنا یا ننگے ہو کر غسل کرنا یا غسل کرتے ہوئے دوسری عورت سے کمر وغیرہ ملوانا عیب نہیں سمجھتیں یہ سخت جہالت اور خطرناک بات ہے۔

انہیں سوچنا چاہئے کہ اللہ کے غصہ کو برداشت کرنے کی کس میں ہمت ہے۔

وضو میں ایڑیوں کا خشک رہ جانا

(۲۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو وَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ رَجَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّکَّۃَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِیْقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ فَتَوَضَّأُوْا وَھُمْ عُجَّالٌ فَانْتَھَیْنَا اِلَیْھِمْ وَاَعْقَابُھُمْ تَلُوْحُ لَمْ یَمَسَّھَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اَسْبِغُوْا الْوُضُوْءَ. رواہ مسلم (مشکوۃ باب سنن الوضوء ص/۴۶)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم مکہ مکرمہ (زادھا اللہ شرفا وکرامۃ) سے مدینہ منورہ (زادھا اللہ شرفا وکرامۃ) کی طرف لوٹے یہاں تک کہ جب ہم راستہ میں ایک پانی کے چشمے پر پہنچے تو ایک جماعت نے عصر کے وقت جلدی کی اور تنگی وقت کی وجہ سے پانی پر ہم سے پہلے پہنچ کر جلدی جلدی وضو کرلیا ہم ان کے پاس پہنچے تو ان کی ایڑیاں (خشک رہ جانے کی وجہ سے) چمک رہی تھیں کہ ان کو پانی نہیں پہنچا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہلاکت ہے ایڑیوں کے لئے جہنم

کی، وضو کامل کیا کرو۔

ویل سے کیا مراد ہے

ف:۔ویل کے معنی مختلف بیان کئے گئے ہیں۔

ابہری نے فرمایا ہے کہ تمام اقوال میں صحیح تر وہ ہے جو ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے حدیث میں نقل کیا ہے کہ ویل جہنم میں ایک نالہ ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ اس کے معنی شدت عذاب کے ہیں۔

بعض نے کہا ہے کہ ویل جہنم میں پیپ اور لہو کا پہاڑ ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ ایک کلمہ ہے جو مصیبت زدہ اور رنج رسیدہ آدمی بولتا ہے اور اس کے معنی ہلاکت اور عذاب کے ہیں۔

اور ظاہر یہی ہے کہ اس کو ظاہر پر محمول کیا جائے کہ ایڑیوں کے لئے بڑی ہلاکت اور سخت ترین عذاب ہے، چونکہ ان کو دھویا نہ گیا تھا۔

اور بعض نے کہا ہے اعقاب سے صاحب اعقاب (ایڑیوں والے) مراد ہیں کہ جن لوگوں نے ایڑیوں کو نہیں دھویا ان کے لئے سخت ترین عذاب ہے، جب ایڑیاں خشک رہ گئیں تو وضو نہ ہوا، اور جب وضو نہ ہوا تو نماز نہ ہوئی، اور ترک نماز پر سخت ترین عذاب ہونا ظاہر ہے۔

نیز اسی حدیث پاک سے شیعہ حضرات کے قول کا باطل ہونا بھی معلوم ہو گیا کہ وہ مسح علی الرجلین (پیروں پر مسح کرنے) کے قائل ہیں، معلوم ہو گیا کہ یہ باطل ہے، پیروں کا دھونا ہی فرض ہے، الا یہ کہ وہ موزے پہنے ہوئے ہو، تمام فقہاء امت اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔

حائضہ سے وطی کرنا، عورت کی دبر میں صحبت کرنا، کاہن کے پاس جانا

(۲۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰی حَائِضًا اَوْ اِمْرَأَةً فِیْ دُبُرِهَا اَوْ کَاهِنًا فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیْ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارَمِیْ وَفِیْ رِوَایَتِهِمَا فَصَدَّقَهُ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ وَقَالَ التِّرْمِذِیْ لَانَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِیْثَ اِلَّا مَنْ حکم الاثرم عَنْ اَبِیْ تَمِیْمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ. (مشکوۃ باب الحیض ص/۵۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حائضہ سے صحبت کرے یا عورت کے پچھلے مقام میں بد فعلی کرے یا کسی کاہن کے پاس جاوے تو اس نے اس دین کا کفر کیا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کیا گیا ہے، اس کو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ و دارمی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یوں ہے کہ جو شخص کاہن کے پاس آوے اور اس کی بات کی تصدیق کرے تو وہ کافر ہو گیا۔

ف:۔ مطلب یہ ہے کہ اگر عورت سے حالت حیض میں صحبت کرنے کو اور عورت سے پچھلے مقام میں ملاقات کرنے کو جائز اور حلال سمجھ کر کرے وہ کافر ہو جاتا ہے، چونکہ کسی حلال چیز کو حرام یا حرام کو حلال سمجھنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے اور اگر نا جائز اور حرام جانتے ہوئے ایسی حرکت کرے تو یہ کفر نہیں، البتہ بڑا گناہ ہے ایسا کرنے والا فاسق ہے توبہ واستغفار کرنا لازم اور ضروری ہے اس صورت میں **فقد کفر** سے مراد کفران نعمت ہوگا کہ اس شخص نے

اس دین کی جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا ہے (جو بہت بڑی نعمت ہے) ناشکری کی۔

اسی طرح کاہن اور نجومی کے پاس آ کر غیب کی خبریں دریافت کرنا اور پھر اس کی بات کو سچا جاننا کفر ہے اور اگر اس کی باتوں کو سچا اعتقاد نہ کرے تو اس کے پاس خبریں معلوم کرنے کے لئے جانا فسق اور سخت معصیت ہے اس صورت میں **فقد کفر** سے مراد کفران نعمت ہوگا کہ اس نے دین محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کی ناشکری اور ناقدری کی۔

تنبیہ

پہلی دو چیزوں میں بھی بہت سے لوگ مبتلا ہیں، مگر تیسری چیز میں ابتلاء زیادہ ہے اور یہ سن کر کہ بعض اہل علم نے ایسا کیا، بہت ہی افسوس ہوا، کسی کے یہاں چوری ہو جاتی ہے تو وہ نام نکلوانے کے لئے ایسے لوگوں کے پاس جاتے ہیں اور نام نکلواتے ہیں، اور جس شخص کا نام اس نے بتا دیا اس کو سچ مچ چور سمجھا جاتا ہے اور اس کو پریشان کرتے ہیں، ذلیل کرتے ہیں، زدوکوب کرتے ہیں، خوب سمجھ لیں کسی کے نام بتا دینے کی وجہ سے اس شخص کو مارنا، یا ذلیل کرنا، بدنام کرنا وغیرہ قطعاً جائز نہیں ہے، سخت معصیت ہے، ظلم ہے اور اس کی بات کو سچا جاننا کفر ہے رات دن کتنے واقعات پیش آتے رہتے ہیں کہ جس کا نام بتایا گیا بعد میں تحقیق ہو جاتی ہے کہ وہ بالکل بے قصور ہے اور مجرم دوسرا شخص ہے، تو محض وہم وگمان کی وجہ سے کسی کو مارنا ذلیل کرنا، کتنا سخت ظلم ہے اس سے پوری پوری احتیاط کی ضرورت ہے اور ضرورت ہے کہ دوسروں کو بتائیں کہ اگر کسی کا نام نکل آیا تو یہ شرعاً مجرم نہیں اگر ہزار بار بھی کسی کا نام نکل آئے اور اس کے علاوہ اس کے جرم پر کوئی دلیل وگواہ نہیں تو وہ شرعاً بے قصور ہے۔

ترک صلوٰۃ پر وعید

(۳۰) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالْكُفْرِ تَرَكَ الصَّلٰوةِ .رواه مسلم مشکوۃ کتاب الصلوۃ ص/۵۸

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن بندہ اور کفر کے درمیان نماز کا چھوڑ دینا ہے۔

ف:۔لفظ بین کا متعلق محذوف ہے، تقدیر عبارت اس طرح ہے۔''ترک الصلوۃ وُصُلَةٌ بَيْنَ الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ وَالْكُفْرِ'' نماز بندہ اور کفر کے درمیان بمنزل دیوار کے ہے، یعنی نماز کی وجہ سے بندہ کفر تک نہیں پہنچ سکتا، اور جب نماز چھوڑ دی تو درمیان کی دیوار اٹھ گئی اور یہ نماز کا ترک کرنا کفر سے ملنے کا سبب بن جائے گی۔

یہ ترک نماز پر بطور تغلیظ وتشدید کے ارشاد فرمایا ہے کہ تارک صلوٰۃ کافر ہونے کے قریب ہے اور اصحاب ظواہر کے نزدیک تارک صلوٰۃ کافر ہوجاتا ہے۔

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کافر تو نہیں ہوتا البتہ اس کا قتل کرنا واجب ہے۔

اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک اس کو مارنا اور قید کرنا ضروری ہے جب تک نماز نہ پڑھے۔

(۳۱) عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَهْدُ الَّذِیْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہمارے اور منافقوں کے درمیان عہد نماز ہے جس نے نماز کو

كَفَرَ. رواه احمد والترمذی والنسائی وابن ماجه. (مشكوة كتاب الصلوة ص/۵۸)

ترک کردیا وہ بالتحقیق کافر ہوگیا۔

ف:۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے منافقوں کو جوامن دے رکھا ہے، ان کو قتل نہیں کیا جاتا اور مسلمانوں جیسے احکام ان پر جاری کئے جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ منافق نماز پڑھنے جماعت میں شریک ہونے اور احکام ظاہر میں تابعداری کرنے میں مسلمانوں کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں، پس جب وہ نماز چھوڑ دیویں تو یہ مشابہت ختم ہوگئی، اور اب وہ اور کافر برابر ہو گئے اور جو کفر پہلے سے چھپا ہوا تھا، نماز چھوڑ کر اس کو ظاہر کر دیا۔

منافق کی نماز

(۳۲) عَنْهُ ای عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تِلْکَ صَلٰوۃُ الْمُنَافِقِ یَجْلِسُ یَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰی اِذَا اِصْفَرَّتْ وَکَانَتْ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَایَذْکُرُاللّٰہَ فِیْهِ اِلَّا قَلِیْلًا، رواه مسلم. مشكوة باب تعجيل الصلوة ص/۶۰

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ منافق کی نماز ہوتی ہے کہ بیٹھا ہوا سورج کے غروب ہونے کا انتظار کرتا رہتا ہے حتی کہ جب سورج زرد ہوجاتا ہے اور شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان ہوجاتا ہے (یعنی غروب کے قریب ہوجاتا ہے، چونکہ اس وقت شیطان اس طرح کھڑا ہوجاتا ہے کہ گویا سورج اس کے دونوں سینگوں کے درمیان ہوتا ہے، تاکہ اس وقت جو لوگ سورج کی پوجا کرتے ہیں اس کو اپنی طرف منسوب

کر کے خوش ہوا اور اپنے لشکر پر اپنی عظمت ظاہر کرے اسی وجہ سے اس وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے) تو وہ کھڑا ہوتا ہے اور چار ٹھونگیں مار لیتا ہے، اور اس میں اللہ کا ذکر بہت کم کرتا ہے۔

ف:۔ چار سجدوں کو چار ٹھونگوں سے تشبیہ دی کہ جیسے پرندہ جلدی جلدی ٹھونگ مارتا ہے، اسی طرح یہ بھی جلدی جلدی بغیر طمانیت کے سجدے کرتا ہے اور ایک رکعت میں دو سجدے ہوتے ہیں، اس لئے آٹھ سجدے ہوئے مگر چار اس لئے فرمایا کہ ایک رکعت کے دو سجدے، دونوں کے درمیان کوئی فرق وفصل نہ ہونے کی وجہ سے گویا ایک ہوا، اور وہ بھی بہت عجلت سے جیسے پرندہ ٹھونگ مارتا ہے، چونکہ اسکو اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی اور ثواب تو مقصود نہیں، دنیا کو اپنا مسلمان ہونا ظاہر کر کے کفر کے احکام دنیوی قتل وغیرہ سے بچا سکے۔

اور صلوٰۃ عصر کو خاص طور سے اس لئے ذکر کیا کہ اس کا اہتمام صلوٰہ وسطیٰ ہونے کی وجہ سے بہت ہی ضروری ہے، اس میں کوتاہی اور سستی منافقت کی نشانی ہے۔

مسلمانوں کو یوں تو تمام نمازوں کا ہی اہتمام ضروری ہے، مگر اس نماز کا اس لئے بھی زیادہ اہتمام ضروری ہے تا کہ منافقوں کی مشابہت سے حفاظت ہو سکے۔

(۳۳)عَنْـهُ (اَیْ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ)قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ صَلٰوةٌ اَثْـقَـلُ عَـلٰـی الْـمُنَافِقِ مِنَ الْفَجْرِ وَالْـعِشَـاءِ وَلَـوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِیْهِمَا لَأَتَـوْهُـمَـا وَلَـوْ حَبْوًا. متفق علیه (مشکوة باب فضائل الصلوة ص/ ۶۲.)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا منافقین پر فجر و عشاء سے زیادہ کوئی نماز بھاری نہیں (یعنی یہ دونوں نمازیں زیادہ بھاری ہیں) اور اگر وہ ان دونوں نمازوں کے اجر وثواب کو جان لیویں تو ان کو ضرور ادا کریں خواہ سرین کے بل ہی چل کر آئیں۔

ف:۔ منافقوں کے مزاج میں کسل عبادت سے بہت ہوتا ہے، اور جو عبادت کرتے ہیں دکھانے سنانے کے لئے کرتے ہیں اور یہ دونوں وقت (فجر وعشاء) آرام اور لذت نینداور سردی کے ہیں اور اندھیرا بھی ہوتا ہے کہ کوئی کسی کو کم پہچانتا ہے، اس لئے یہ دونوں نمازیں ان پر بہت ہی بھاری ہیں، پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ ان دونوں نمازوں کا بہت بہت اہتمام کریں تا کہ منافقوں کے ساتھ مشابہت نہ ہو جائے۔

خصی ہونے اور سیاحت اور ترہب سے متعلق حدیثیں

(۳۴) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لَنَا فِيْ الْإِخْتِصَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَصٰى وَلَا اخْتَصٰى اِنَّ خِصَاءَ اُمَّتِيْ اَلصِّيَامُ فَقَالَ ائْذَنْ لَنَا فِي السِّيَاحَةِ قَالَ اِنَّ سِيَاحَةَ اُمَّتِيْ اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ ائْذَنْ لَنَا فِي التَّرَهُّبِ فَقَالَ اِنَّ تَرَهُّبَ اُمَّتِيْ اَلْجُلُوْسُ فِيْ الْمَسَاجِدِ اِنْتِظَارَ الصَّلٰوةِ. رواه في شرح السنة (مشكوة باب المساجد ومواضع الصلوة ص/ ۶۹)

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خصی ہونے کی اجازت مرحمت فرمادیجئے (تاکہ زنا کے خطرہ اور اندیشہ سے اطمینان ہوجائے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص دوسرے کو (خصی بناوے یا خود) خصی بنے وہ ہم میں سے نہیں ہے (یعنی وہ ہمارے طریقوں پر چلنے والوں میں سے نہیں ہے) بے شک میری امت کا خصی بننا تو بس روزہ رکھنا ہے (کہ روزہ رکھنے سے شہوت کا غلبہ ختم ہوجاتا ہے) پھر عرض کیا ہمیں سیر وسیاحت کی

اجازت مرحمت فرمادیجئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک میری امت کا سیر وسیاحت (جو کہ محمود ہے) اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا ہے (دین سیکھنے یا سکھانے اور اس کو پھیلانے کے لئے سفر کرنا بھی اسی حکم میں ہے)

پھر عرض کیا دنیا سے قطع تعلق ہوکر گوشہ نشینی کی اجازت مرحمت فرمادیجئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت کی دنیا سے قطع تعلقی نماز کے انتظار میں مساجد میں بیٹھنا ہے کہ اس طرح رفتہ رفتہ دل حق تعالیٰ شانہ کے ذکر اور محبت سے پر ہوجائے گا، اور دنیوی چیزوں کی محبت کا غلبہ جاتا رہے گا، جو گوشہ نشینی کا مقصود ہے، اہل کتاب جیسی رہبانیت کہ دنیا کی تمام لذائذ کو چھوڑ کر گوشہ نشین ہوجائے یہ اسلام میں نہیں ہے۔ ''لا رهبانية فى الاسلام'' الحديث اسی طرح وہ گوشہ نشینی جب کہ قلب دنیا کی محبت سے پر ہولا حاصل ہے۔

قبروں کو سجدہ گاہ بنانا

(۳۵) عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ لَاتَجْعَلْ قَبْرِىْ وَثَنًا يُعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلٰى قَوْمٍ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ. رواه مالك مرسلا (مشكوة باب مذكور ص/۷۲)

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنا جس کو پوجا جاتا ہے (یعنی بت کے مثل نہ بنا کہ جس طرح بت کو پوجا جاتا ہے میری قبر کو بھی پوجا جائے) سخت ہوا اللہ کا غضب اس قوم پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا (یعنی یہود ونصاریٰ)

ف:۔'' **اشتد غضب اللہ الخ**'' یہ جملہ مستانفہ ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ آپ ایسا کیوں ارشاد فرماتے ہیں؟ تو گویا اسکے جواب میں یہ ارشاد فرمایا کہ جن لوگوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا ان پر اللہ کا سخت غضب ہوا ہے اسلئے اگر میری قبر کے ساتھ بھی لوگوں نے یہی معاملہ کیا تو ان پر بھی اللہ کا سخت غضب ہوگا پس امت کے حال پر شفقت فرماتے ہوئے یہ دعا فرمائی تا کہ امت غضب خداوندی سے محفوظ رہے، اندازہ لگایئے کہ جب نبی کی قبر کو سجدہ گاہ بنانے سے یہ حال ہوگا تو جو لوگ اپنے پیروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بناتے ہیں جہاں وہ اللہ تعالیٰ کے سخت عذاب کے مستحق ہوتے ہیں، وہاں وہ پیارے آقا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اطہر کو سخت ایذا بھی پہنچاتے ہیں کہ جن چیزوں سے میں نے اتنی صراحت اور تاکید سے منع کیا انہی کو ان عقلمندوں نے ضروری اور فرض ٹھہرایا، پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی اذیت پہنچتی ہوگی۔خدائے پاک ہم سب کو ان خرافات سے نجات عطا فرمائے، عقل سلیم فہم مستقیم بخشے اور سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی شفقتوں اور احسانات کا خوب بدلہ عطا فرمائے۔(آمین)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

نماز باجماعت کی فضیلت اور ترک جماعت پر وعید

(۳۶)عَنْ عَبْدِاللهِ بِنْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلٰوةَ اِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهُ اِنْ كَانَ الْمَرِيْضُ يَمْشِيْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ حَتّٰى يَأْتِيَ الصَّلٰوةَ وَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰى الصَّلٰوةُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ يُؤَذَّنُ فِيْهِ وَفِي رَوَايَةٍ قَالَ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَلْقَى اللهَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰذِهِ الصَّلٰوةِ الْخَمْسِ حَيْثُ يُنَادىٰ بِهِنَّ فَأِنَّ اللهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ سُنَنَ الْهُدىٰ وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنَ الْهُدىٰ وَلَوْ اِنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ وَكَمَا يُصَلِّي هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِيْ بَيْتِهٖ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے آپ کو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس حالت میں دیکھتا ہوں کہ (ہم میں سے کوئی) نماز باجماعت سے پیچھے نہیں رہتا تھا، مگر وہ منافق جس کا نفاق ظاہر ہو (یعنی پوشیدہ نفاق والا بھی نماز باجماعت نہیں چھوڑتا تھا یا مریض (جو کسی طرح جماعت میں شریک ہونے کی طاقت نہ رکھتا ہو) بالتحقیق مریض دو آدمیوں کے درمیان (ان کے سہارے سے) چل کر جماعت میں شریک ہوتا تھا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بے شک ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کے طریقے سکھائے ہیں اور ان ہدایت کے طریقوں میں سے اس مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنا بھی ہے، جس میں

يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ مَشٰى اِلٰى مَسْجِدٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا حَسَنَةً وَرَفَعَهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً وَلَقَدْ رَأَيْتُ وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهٖ يُهَادىٰ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِى الصَّفِّ. رواه مسلم ص ۷/۹

اذان دی جاتی ہو، اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ کل کو (قیامت میں) اللہ تعالیٰ سے کامل مسلمان ہونے کی حالت میں ملاقات کرے تو اس پر لازم ہے کہ ان پانچوں نمازوں پر محافظت کرے جہاں ان کے لئے اذان دی جاتی ہو یعنی نماز باجماعت ادا کرے

پس بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کیلئے ہدایت کے طریقے مقرر کئے ہیں اور بے شک یہ پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرنا ہدایت کے طریقوں میں سے ہے، اور اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو جیسے یہ شخص جماعت سے پیچھے رہنے والا اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے تو تم اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دو گے، اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا تو البتہ گمراہ ہو جاؤ گے، اور جو شخص بھی وضو کرے اور اچھا وضو کرے (کہ اسکے تمام آداب و مستحبات کی رعایت کرے) پھر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کا قصد کرے تو اسکے ہر قدم کے بدلہ میں جو وہ اٹھاتا ہے، اللہ تعالیٰ ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک برائی مٹا دیتا ہے۔

اور میں اپنے آپ کو اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھتا ہوں کہ کوئی بھی نماز باجماعت سے پیچھے نہیں رہتا تھا اس منافق کے سوا جس کا نفاق ظاہر ہو اور بے شک آدمی (جو کمزوری اور شدت مرض کی وجہ سے خود نہیں چل سکتا تھا) کہ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لگا کر لایا جاتا تھا، یہاں تک کہ اس کو صف میں لا کر کھڑا کر دیا جاتا تھا۔

ف:۔ سنن ہدیٰ۔ وہ طریقے جو موجب ہدایت اور موجب قرب بارگاہ خداوندی اور خالق و مالک تعالیٰ شانہ کی رضا و خوشنودی کا ذریعہ ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افعال مبارکہ دو طرح کے ہوتے تھے۔

سنت کی قسمیں

اول بطریق عبادت۔ اس کو ''سنن ہدیٰ'' کہتے ہیں، اس کی دو قسمیں ہیں سنت مؤکدہ، وسنت غیر مؤکدہ۔

سنت مؤکدہ۔ جس کام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت و مداومت فرمائی ہو یا اس کے کرنے کی تاکید فرمائی ہو۔

سنت غیر مؤکدہ۔ جس کام کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا مگر اس پر مواظبت و مداومت نہیں فرمائی، بلکہ اس کو کبھی کبھی ترک بھی فرما دیا، اور اس کے کرنے کی کوئی تاکید بھی نہیں فرمائی۔

دوم بطریق عادت۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو کام عادت کے طور پر فرمائے، ان کو ''سنن زوائد'' کہتے ہیں۔

جماعت سنت مؤکدہ ہے

یہاں ''سنن ہدیٰ'' سے مراد سنت مؤکدہ ہیں، اور جو حضرات جماعت کو واجب کہتے ہیں ان کے یہاں بھی یہ منافق نہیں اس لئے کہ یہ واجب بھی لغۃً سنن ہدیٰ میں داخل ہے اور جو سخت وعیدیں ترک جماعت پر وارد ہوئی ہیں، ان کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ وجوب کے قول کو اختیار کیا جائے، جیسا کہ عامۃ مشائخ وفقہاء حنفیہ رحمہم اللہ نے اسکو اختیار کیا ہے۔ چنانچہ عالمگیری میں ہے۔

الجماعة سنة مؤكدة كذا في المتون والخلاصة والمحيط ومحيط السرخي وفي الغاية قال عامة مشائخنا انها واجبة وفي المفيد وتسميتها سنة لوجوبها بالسنة وفي البدائع تجب على الرجلان العقلاء البالغين الاحرار القادرين على الصلوة بالجماعة من غير حرج (عالمگیری مصری ص/ ۸۲)	جماعت سنت مؤکدہ ہے متون اور خلاصہ اور محیط اور محیط سرخی میں اسی طرح ہے اور غایۃ میں ہے کہ ہمارے عامہ مشائخ حنفیہ نے فرمایا ہے کہ یہ واجب ہے اور مفید میں ہے کہ اس کا نام سنت رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے وجوب کا ثبوت سنت سے ہے اور بدائع الصنائع میں ہے کہ یہ واجب ہے عاقل بالغ آزاد مردوں پر جو نماز باالجماعت پر بغیر (ضرر قوی) حرج کے قادر ہوں

درمختار میں بھی زاہدی سے وجوب ذکر کیا گیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

(الجماعة سنة مؤكدة للرجال) قال الزاهدى ارادوا بالتاكيد الوجوب الخ(شامی ص/ ۳۷۱ ج/ ۱)	جماعت مردوں کے لئے سنت مؤکدہ ہے زاہدی نے فرمایا ہے کہ (مشائخ نے) تاکید سے وجوب کا ارادہ کیا ہے

شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ ہمارے اکثر مشائخ اس پر ہیں کہ جماعت واجب ہے[۱]

---

[۱] یہ نماز پنجگانہ کے فرائض کی جماعت کا حکم ہے، ورنہ جمعہ وعیدین کی جماعت شرط ہے اور تراویح میں سنت کفایہ اور رمضان کے وتر میں مستحب اور غیر رمضان کے وتر اور نوافل جماعت علی سبیل التداعی مکروہ ہے، قال الذاهدى ارادوا بالتاكيد الوجوب الافي جمعة وعيدين فشرط وفي التراويح سنة كفاية وفي وتر رمضان مستحبة على قول وفي وتر غيره وتطوع على سبيل التداعي مكروهة. (شامی ص/ ۳۷۱ ج/ ۱)

''اور سنت اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا ثبوت سنت سے ہے جیسے عید کی نماز الخ''(مظاہر حق ص ۳۴۱ ج ۱)

''سنت و وجوب کا قول تو حضرات حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا ہے، اور احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور داؤد رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ اور ابوثور رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو فرض عین فرمایا ہے، اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ فرض کفایہ ہے''۔

آج ہم غور کریں کہ جس کی اتنی تاکید ہے اور جس کا ترک کرنا منافقت کی نشانی ہے ہم اس کا کتنا اہتمام کرتے ہیں، خدائے پاک ہم سب کو اس کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ترک جماعت پر عید

(۳۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا مَا فِی الْبُیُوْتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالذُّرِّیَّةِ اَمَّمْتُ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ وَاَمَرْتُ فَتَیَاتِی یَحْرِقُوْنَ مَافِی الْبُیُوْتِ بِالنَّارِ. رواه احمد (مشکوۃ باب الجماعۃ ص ۹۷)

الْعِشَاءِ وَاَمَرْتُ فَتَیَاتِی یَحْرِقُوْنَ مَافِی الْبُیُوْتِ بِالنَّارِ. رواه احمد (مشکوۃ باب الجماعۃ ص ۹۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر گھر میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں عشاء کی نماز قائم کرنے کا حکم دیتا اور اپنے جوانوں کو حکم دیتا کہ آگ کے ذریعہ گھروں کو جاؤ اور جو گھروں میں ہے اس سب کو جلا دیں۔

کرنے کا حکم دیتا اور اپنے جوانوں کو حکم دیتا کہ آگ کے ذریعہ گھروں کو جاؤ اور جو گھروں میں ہے اس سب کو جلا دیں۔

ف:۔ مطلب یہ ہے کہ گھروں میں عورتیں اور نابالغ بچے ہوتے ہیں جن کی حفاظت کرنا دشوار ہے، اگر یہ نہ ہوتے تو ان لوگوں کے گھروں میں آگ لگانے کا حکم دیدیتا جو بلا کسی عذر کے جماعت میں شریک نہیں ہوتے، تاکہ انکے گھر کا سب اسباب جل جاوے، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ترک جماعت کتنا سخت گناہ ہے اور اللہ ورسول کی کتنی سخت ناراضگی کا ذریعہ ہے باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امت کے حال پر کتنے شفیق اور کتنے مہربان ہیں کہ دنیا بھر کے والدین کی محبت جوان کو اپنی اولاد کے ساتھ ہوتی ہے، اور دنیا بھر کے عاشقوں کی محبت جوان کو اپنی معشوقوں محبوبوں کے ساتھ ہوتی ہے اگر اس سب کو جمع کیا جائے تو اس سب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ محبت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ادنیٰ امتی کے ساتھ ہے کہیں زیادہ بڑھی ہوئی ہے، خود قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپ کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔ (بیان القرآن)

ایک آیت پاک میں ارشاد ہے۔

لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ.

تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گر گزرتی ہے، جو تمہاری شفقت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں، ایمانداروں کے ساتھ بڑی ہی شفیق مہربان ہیں (بیان القرآن)

مگر اس غایت درجہ رحمت وشفقت کے باوجود رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے گھروں کو جلانے کا ارادہ فرمائیں اس سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی

ناراضگی ظاہر ہوتی ہے اور جس کام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنے سخت ناراض ہوں وہ کتنا سخت گناہ اور کتنا بدتر جرم ہوگا۔

مگر آہ۔ آج ہم اس کا کتنا اہتمام کرتے ہیں؟ اور اہتمام نہ کر کے (جماعت ترک کر کے) رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی ہم کتنا صدمہ پہنچاتے ہیں، خدائے پاک ہم سب کو اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرمائے اور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی محبتوں وشفقتوں ومہربانیوں کا اپنی وسعت رحمت کے مطابق بدلہ عطا فرمائے۔ آمین اللھم آمین۔

صلی اللہ علیہ وآلہ بحسب جمالہ وکمالہ

وتر کا وجوب

(۳۸) عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا، اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّاالوتر حق فمن لم يؤتر فليس منا . رواه ابوداؤد (مشکوۃ باب الوتر ص/۱۱۳)

حضرت بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وتر واجب ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے، وتر واجب ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وتر واجب ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں یعنی ہماری اتباع کرنے والوں میں سے نہیں۔

ف:۔ اس حدیث پاک سے وتر کا واجب ہونا ظاہر ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا مذہب یہی ہے۔ درمختار میں ہے۔

هــو فــرض عــملاً وواجــب اعتقادًا وسنة ثبوتًا . (شامی ص/۴۴۶ ج/۱)

وہ (وتر) عملاً فرض ہے، اعتقاداً واجب ہے، اور ثبوت کے اعتبار سے سنت ہے کہ اس کا ثبوت سنت سے ہے

صاحب درمختار کے اس قول سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تینوں قول (فرض، واجب، سنت) کے درمیان توفیق ہوجاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ترکِ جمعہ پر وعید

(۳۹) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْـہُ اَنَّ الـنَّبِـیَّ صَـلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَـلَّـمَ قَالَ مَنْ تَرَکَ الْجُمْعَةَ مِـنْ غَیْـرِ ضَـرُوْرَةٍ کُتِبَ مُنَافِقًا فِـی کِتَـابٍ لَایُـمْـحیٰ وَلَایُبَدَّلُ وَفِـی بَـعْـضِ الـرِّوَایَاتِ ثَلاَ ثًا. رواه الشافعی رحمة الله علیه (مشکوة باب وجوبها ص/۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعہ کو بغیر ضرورت (یعنی بلا عذر شرعی جیسے کوئی ظالم دشمن یا درندہ وغیرہ کا خوف ہو یا مرض ہو یا بارش اولے برس رہے ہوں یا آندھی ہو وغیرہ) چھوڑ دے، تو اس کو اس کتاب میں منافق لکھ دیا جاتا ہے، جس کو نہ مٹایا جاسکتا ہے نہ تبدیل کیا جاسکتا ہے، بعض روایتوں میں ہے کہ جو شخص تین جمعے چھوڑ دے، (اس کا یہ حکم ہے) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا ہے۔

ف:۔ کتاب سے مراد ''نامۂ اعمال'' ہے اور یہ جو فرمایا گیا ہے کہ اس کتاب کو نہ مٹایا جاتا ہے نہ بدلا جاتا ہے، اسکا مطلب یہ ہے کہ نفاق کا حکم اسکے لئے ہمیشہ کیلئے لازم ہوجاتا ہے، یہاں تک اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیں یا سزا دیویں، کتنی سخت وعید ہے۔ (اعاذ نا الله منها)

''من غیـر ضـرورة'' کی قید سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اگر کسی عذر شرعی کی وجہ سے ایسا ہوجائے تو پھر یہ حکم نہیں۔

(۴۰) عَنِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ یَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ آمُرَ رَجُلاً یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحْرِقُ عَلٰی رِجَالٍ یَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُیُوْتَهُمْ. رواہ مسلم مشکوۃ باب وجوب الجمعة ص/ ۱۲۱

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لئے جو جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں (جمعہ میں شریک نہیں ہو پاتے) ارشاد فرمایا بالتحقیق ارادہ کیا میں نے کہ ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں پر جو جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں (بلاعذرِ شرعی جمعہ چھوڑ دیتے ہیں) ان کے گھروں کو جلا دوں۔

ف:۔ ترکِ جمعہ پر اس حدیث پاک میں بھی کیا سخت وعید ہے کہ رحمۃ للعالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کمال رحمت غایت شفقت کے باوجود گھروں کو جلانے کا ارادہ فرمائیں۔ اعاذنا اللہ منہ۔

اور یہ ارادہ بھی کمال شفقت ہی کا نتیجہ ہے کہ جو اسباب اور مال و دولت جمعہ اور جماعت سے روک دے، محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ کی یاد سے باز رکھے اور اس کے فرائض کی تکمیل میں کوتاہی کا ذریعہ بنے وہ اسی لائق ہے کہ اس کو جلا کر خاکستر بنا دیا جائے۔

رخسار پیٹنا، گریبان پھاڑنا

(۴۱) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص ہم میں سے (ہمارا اتباع کرنے والوں

وَدَعیٰ بِدَعْوَیٰ الْجَاهِلِيَّةِ. متفق علیه .(مشکوة باب البکاء علی المیت ص ۱۵۰) میں سے) نہیں ہے جو (کسی کے مرنے پر) رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے، اور اہل جاہلیت کی طرح پکار پکار کر روئے (شیعہ لوگوں کا ماتم)(یعنی اس کے اوصاف بیان کر کر کے اور چلا چلا کر روئے)

ف :۔صاف معلوم ہو گیا کہ شیعہ لوگ جو حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی جھوٹی محبت اور بناوٹی غم میں اپنے رخساروں اور اپنے سینوں کو پیٹتے اور گریبان پھاڑتے اور چلا چلا کر اور گلے پھاڑ پھاڑ کر روتے ہیں، وہ سید المرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین میں سے نہیں ہیں، وہ اپنا ٹھکانہ تلاش کر لیں۔

یہ عجیب محبت ہے کہ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تو محبت کا دعویٰ ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت حالانکہ ایک امتی کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے واسطے اور نسبت سے ہے تو ایک مخلص امتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کسی کی محبت میں کس طرح کر سکتا ہے اور یہ عجیب محبت اور عجیب غم ، بلکہ عجیب سے عجیب تر ہے کہ جس کا جوش سال بھر میں صرف ایک دن اور وہ بھی معینہ تاریخ اور متعین دن میں اٹھتا ہے اور پورے سال اس غم اور اس محبت کا خیال تک نہیں آتا اور کتنی عجیب محبت ہے کہ جو ان کو رونے ، چلانے رخسار اور سینہ پیٹنے پر تو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف) مجبور کرتی ہے اور ان کے کردار ان کی سیرت ان کی اتباع سنت اور ان کے اعلاء کلمۃ اللہ کے جذبہ حق کو اختیار کرنے ، دین حق کے لئے جان جیسی محبوب چیز کی پروانہ کرنے جیسے اوصاف کی طرف رہنمائی نہیں کرتی اور ان کے اوصاف کے اختیار کرنے پر مجبور نہیں کرتی ہم ایسی محبت کے سمجھنے سے قاصر ہیں کل کو قیامت میں ان لوگوں کو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سامنے اللہ تعالیٰ کے دربار میں

تمام اولین وآخرین کی موجودگی میں رسوا ہونا پڑے گا شیعہ لوگ غور فرمائیں اگر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کل کو قیامت میں ان سے پوچھا کہ تم میری محبت کا دعویٰ کرتے تھے اور میرے اوصاف کو اختیار نہیں کیا جس دین کی خاطر میں نے اپنا اور اپنے خاندان کا خون بہایا اس دین حق کو تم نے اپنی آنکھوں سے مٹتے دیکھا اور ذرا جنبش نہ کی بلکہ اپنے ہاتھوں ہی سے اس دین حق پر تم نے آرے چلائے اپنے ہاتھوں سے اس کو ذبح کرنے کی کوشش کی، شیعہ لوگ غور فرمائیں کہ کیا جواب دیں گے۔

به بیں تفاوت از کجا است تا بکجا

دھوکہ باز، بخیل، احسان جتانے والا

(۴۲) عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ خِبٌّ وَلَا بَخِیْلٌ وَلَا مَنَّانٌ. رواہ الترمذی (مشکوۃ ص ۱۶۵)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت میں دھوکہ باز بخیل، اور احسان جتانے والا داخل نہیں ہوگا۔

ف:۔ ''لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ'' میں دخول اوّلی کی نفی ہے، مطلب یہ ہے کہ بغیر سزا بھگتے ہوئے جنت میں داخل نہ ہوں گے سزا پا کر جنت میں داخل ہوں گے تاہم حدیث پاک سے تینوں چیزوں (دھوکہ بازی، بخل، احسان جتانا) کی شدید مذمت ظاہر ہے بخل کے بارے میں قدرے تفصیل ہے، حضرت مولانا محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ معارف القرآن میں تحریر فرماتے ہیں۔

بخل کی تحقیق

بخل کے معنی شرعی یہ ہیں کہ جو چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرنا کسی پر واجب ہواس کو خرچ نہ کرے، اس لئے بخل حرام ہے اور اس پر جہنم کی وعید شدید ہے، اور جن مواقع میں خرچ کرنا واجب نہیں، بلکہ مستحب ہے وہ اس بخل حرام میں داخل نہیں، البتہ معنی عام کے اعتبار سے اس کو بھی بخل کہہ دیا جاتا ہے، اس قسم کا بخل حرام نہیں ،مگر خلاف اولیٰ ہے۔

بخل ہی کے معنی میں ایک دوسرا لفظ بھی احادیث میں آیا ہے، یعنی ''شح'' اس کی تعریف یہ ہے کہ اپنے ذمہ جو خرچ کرنا واجب تھا وہ ادا نہ کرے، اس پر مزید یہ کہ مال بڑھانے کی حرص میں مبتلاء رہے تو وہ بخل سے بھی زیادہ شدید جرم ہے، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

لَایَجْتَمِعُ شُحٌّ وَاِیْمَانٌ فِی قَلْبِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ اَبَدًا'' رواہ النسائی (عن ابی ھریرۃ) یعنی شح اور ایمان کسی مسلمان کے قلب میں جمع نہیں ہو سکتے)(قرطبی)

معارف القرآن ص/ ۲۵۲ ج/ ۲

بخل ہی کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

لَایَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرٌ لَّھُمْ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَابَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلِلّٰہِ مِیْرَاثُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ.	اور نہ خیال کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس چیز پر جو اللہ نے دی ہے اپنے فضل سے کہ یہ بخل بہتر ہے ان کے حق میں، بلکہ یہ بہت برا ہے ان کے حق میں، طوق بنا کر ڈالا جائے گا ان کے گلوں میں وہ مال جس میں بخل کیا تھا

قیامت کے دن اور اللہ وارث ہے آسمان اور زمین کا اور اللہ جو تم کرتے ہو سب جانتا ہے۔

بخل کی جو سزا اس آیت میں ذکر کی گئی ہے کہ قیامت کے روز جس چیز کے دینے میں بخل کیا اس کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا اس کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی ہے۔

> رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ نے کوئی مال عطا فرمایا، پھر اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو قیامت کے روز یہ مال ایک سخت زہریلا سانپ بن کر اس کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا اور اس شخص کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا سرمایہ ہوں، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔
> (نسائی)(از تفسیر قرطبی معارف القرآن ص/۲۵۳ ج ۲/)

بخل اور بدخلقی

(۴۳) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِیْ مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ. رواہ الترمذی (مشکوۃ باب الانفاق ص/ ۱۶۵)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مؤمن (کامل) میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوتیں (ایک) بخل (دوسرے) بدخلقی۔

ف:۔ بخل کا اوپر ذکر ہو چکا اور حقیقۃً سوءِ خلق ہی میں داخل ہے، اسکے جزء اہم ہونے کی وجہ سے علیحدہ ذکر کیا اور مستقل خصلت شمار فرمایا، ورنہ در حقیقت وہ سوءِ خلق ہی کا ایک جزء ہے۔

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ بخل اور سوٗ خلق جیسی خصلتیں مؤمن میں پائی جائیں، یا مطلب یہ ہے کہ انتہاء درجہ کا بخل اور انتہاء درجہ کا سوٗ خلق مومن میں نہیں ہوسکتا، یا یہ مطلب ہے کہ یہ خصلتیں دوام وثبوت کے ساتھ مؤمن میں نہیں ہوسکتیں، اتفاق سے اگر ان کا صدور ہوجائے اس کے بعد توبہ استغفار کر لی جائے تو یہ ایمان کے منافی نہیں۔

حسن خلق کی فضیلت

حدیث پاک سے سوٗ خلق کی شدید مذمت ثابت ہوئی ہے، اس کے بالمقابل حسن خلق کو حدیث شریف میں افضل[1] الاعمال فرمایا گیا ہے، اور میزان[2] عمل میں سب سے زیادہ بھاری حسن خلق ہی کو فرمایا گیا ہے، اور حسن[3] اخلاق والوں کو تمام مومنین میں افضل واحب اور پسندیدہ فرمایا ہے، اور حسن[4] خلق ہی کے ذریعہ بندہ مؤمن **الصائم و القائم** کے درجہ کو پالیتا ہے، اور حسن خلق کے[5] ذریعہ آخرت کے بلند مراتب بندہ حاصل کر لیتا ہے، حالانکہ وہ عبادت میں کمزور ہوتا ہے، خود[6] سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے حسن خلق کی دعا فرمایا کرتے تھے، اور خود[7] رسول رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا سبب مکارم اخلاق کی تکمیل بیان فرمایا ہے۔

خود قرآن پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں فرمایا گیا۔

---

۱ احیاء العلوم ص ۳۴/ ج ۳ ۲ حوالہ بالا ۳ احیاء العلوم ص ۴۳/ ج ۳

۴ حوالہ بالا ص ۴۵ ۵ حوالہ بالا

۶ حوالہ بالا ص ۴۴ ۷ حوالہ بالا ص ۴۳

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ اور بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔(بیان القرآن)

اور اوپر حدیث پاک میں سوء خلق کی مذمت بھی معلوم ہوگئی، ایک حدیث[۱] میں ہے کہ سوء خلق ایسا گناہ ہے جس کی بخشش نہیں، اور حضرت انس[۲] بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بندہ حسن خلق کی وجہ سے جنت کا اعلیٰ درجہ پالیتا ہے غیر عابد ہونے کے باوجود، اور بندہ جہنم میں درک اسفل میں پہنچ جاتا ہے عابد ہونے کے باوجود۔

حضرت[۳] فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اچھے اخلاق والے فاجر کا ساتھ ہونا مجھے زیادہ پسند ہے، بداخلاق عابد کے ساتھ ہونے سے۔

حضرت[۴] عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا ایک سفر میں ایک بداخلاق کا ساتھ ہوگیا، آپ برابر برداشت فرماتے رہے اور مدارات فرماتے رہے جب جدا ہوئے تو رونے لگے، ان سے سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس پر رحم کی وجہ سے مجھے رونا آیا کہ میں تو اس سے جدا ہوگیا، اور اس کی عادت اس کے ساتھ ہے وہ جدا نہیں ہوئی۔

حضرت[۵] جنید قدس سرہ نے فرمایا کہ چار چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے بندہ اعلیٰ درجات کو حاصل کر لیتا ہے خواہ اس کا علم اور عمل کم ہو وہ چار چیزیں یہ ہیں (۱) حلم (۲) تواضع (۳) سخاوت (۴) حسن خلق۔

یحییٰ بن[۶] معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سوء خلق ایسی برائی ہے کہ اس کے ساتھ نیکیوں کی کثرت بھی نفع نہیں دیتی اور حسن خلق ایسی نیکی ہے کہ اس کے ساتھ برائیوں کی کثرت بھی ضرر نہیں دیتی

---

۱ احیاء العلوم ص ۴۵/ ج ۳/ ۲ حوالہ بالا ۳ حوالہ بالا

۴ حوالہ بالا ۵ احیاء العلوم ص ۴۶/ ۶ حوالہ بالا

حضرت[1] ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہر تعمیر کے لئے بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد حسن خلق ہے۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، بلند مراتب میں پہنچنے والوں میں جو بھی بلند مراتب کو پہنچا ہے وہ حسن خلق کے ساتھ ہی پہنچا ہے اور حسن اخلاق کا کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سواء کسی کو حاصل نہیں ہوا۔

سطور بالا سے حسن خلق کی فضیلت اور سوء خلق کی مذمت معلوم ہوئی لیکن ان دونوں کی حقیقت و ماہیت کیا ہے؟ سواس کو سمجھئے۔

حسن خلق وسوء خلق کی حقیقت و ماہیت

امام غزالی نوراللہ مرقدہ نے اس سلسلے میں متعدد اقوال ذکر کئے ہیں (۱) حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''حسن خلق'' کشادہ روئی، سخاوت کرنا اذیٰ سے روکنا (یعنی کسی کو کوئی ایذا نہ پہنچائے) ہے۔

(۲) واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ''حسن خلق'' یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی شدت احتیاج کی وجہ سے نہ خود جھگڑا کرے نہ جھگڑا کیا جائے۔

(۳) شاہ الکرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ''حسن خلق'' ایذا سے روکنا اور تکلیف برداشت کرنا ہے، (کہ خود تکلیف برداشت کرلے، مگر دوسروں کو اذیت نہ پہنچائے) بعض نے کہا ہے کہ حسن خلق یہ ہے کہ لوگوں کے قریب ہو اور ان میں مثل اجنبی کے رہے۔

(۴) واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ ''حسن خلق'' مخلوق کو سراء ضراء خوشحالی و تنگی میں خوش رکھنا ہے۔

---

[1] حوالہ بالا ۱۲

(۵) ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''حسن خلق'' اللہ تعالیٰ سے (ہر حال میں) راضی رہنا ہے۔

(۶) حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''حسن خلق'' کا ادنیٰ درجہ تکلیف برداشت کرنا اور بدلہ وانتقام کو ترک کر دینا، ظالم پر رحم کھانا، اس کے لئے استغفار کرنا اور اس پر شفقت کرنا۔

(۷) ایک دفعہ یہ فرمایا کہ ''حسن خلق'' یہ ہے کہ رزق کے بارے میں حق (تعالیٰ شانہ) کو تہمت نہ لگائے، اس پر بھروسہ کرے جن چیزوں کی اللہ تعالیٰ نے ضمانت لی ہے ان کے پورا ہونے کا اسے اطمینان وسکون ہو، پس اپنے ان تمام امور میں جو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہیں اور ان تمام امور میں جو اس کے اور مخلوق کے درمیان ہیں، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے نافرمانی نہ کرے۔

(۸) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ ''حسن خلق'' تین خصلتوں میں ہے (۱) محارم سے اجتناب (۲) طلب حلال (۳) اہل وعیال پر فراخی وتوسع۔

(۹) حسین بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ''حسن خلق'' یہ ہے کہ تیرے مطالعہ حق کے بعد مخلوق کا ظلم تجھ میں اثر انداز نہ ہو کہ جب تو حق تعالیٰ شانہ کا مطالعہ ومشاہدہ کر رہا ہے کہ سب کچھ اسی کی طرف سے ہوتا ہے تو مخلوق کا ظلم (جب کہ مخلوق محض آلہ ہے) کیا اثر ہو۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب ترجمانی فرمائی ہے۔

گر گزندت رسد زخلق مرنج — کہ نہ راحت رسد زخلق نہ رنج

اگر مخلوق سے تجھے رنج پہنچے تو رنجیدہ نہ ہو — اسلئے کہ مخلوق سے نہ راحت پہنچتی ہے نہ رنج

(حقیقۃً وہ خالق کی طرف سے ہوتی ہے مخلوق تو آلہ ہے)

از خدا داں خلاف دشمن ودوست | کہ دل ہر دودر تصرف اوست
دوست ودشمن کا اختلاف اسی کی طرف سے جان | اس لئے کہ دونوں کا دل اسی کے قبضہ میں ہے

(۱۰) ابوسعید خزار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''حسن خلق'' یہ ہے کہ تجھے غیر خدا کا قصد وارادہ نہ رہے، یعنی ہر عمل اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہو کچھ اور مقصود نہ ہو۔

''تلک عشرۃ کاملۃ''

امام غزالی نوراللہ مرقدہ نے یہ سب اقوال ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ ان اقوال میں حسن خلق کے ثمرات سے تعرض کیا گیا ہے، نفس حسن خلق سے نہیں یعنی یہ تعریف حسن خلق کی نہیں بلکہ یہ تو حسن خلق کے ثمرات ہیں اس کے بعد طویل ومفصل بحث کی ہے اور حسن خلق کے چار ارکان بیان فرمائے ہیں۔

(۱) قوت علم (۲) قوت غضب (۳) قوت شہوت (۴) ان تینوں کے درمیان قوت عدل۔

جب ان چاروں چیزوں کے درمیان تناسب اور اعتدال پیدا ہوگا تو حسن خلق حاصل ہوگا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس کی بڑی تفصیل کی ہے کہ ہر ایک کے نتائج وثمرات اور ان کے حصول کے طریقے اور عدم اعتدال کی صورت میں ان کے ثمرات ونتائج اور ان سے بچنے کے طریقے تفصیل سے ذکر فرمائے ہیں ان سب کے بیان کرنے کی تو یہاں گنجائش نہیں، البتہ حضرت الاستاذ مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب زید مجدہ خلیفہ اجل حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے بھی اس بحث کو شریعت وتصوف میں قدرے تفصیل سے ذکر کیا ہے جس کا اکثر حصہ غالباً ''احیاء العلوم'' سے ہی ماخوذ ہے اسی سے قدرے نقل کرتا ہوں۔

قوت علم اور اس کا اعتدال

قوت علم۔اس کا اعتدال یہ ہے کہ انسان اس کے ذریعہ سے اقوال کے اندر سچ، جھوٹ اور اعتقادات سے متعلق حق و باطل کے درمیان فرق کر سکے اور اعمال میں حسن و قبح (اچھا برا) پہچان سکے، جب یہ صلاحیت پیدا ہو جائے گی تو اس وقت حکمت کا وہ ثمرہ پیدا ہوگا، جس کو حق تعالیٰ بایں الفاظ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَمَنْ يُؤْتَى الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا . یعنی جس کو حکمت عطا ہوئی اس کو خیر کثیر عطا ہوئی۔

اور حقیقت میں تمام فضیلتوں کی اصل اور جڑ یہی ہے۔

قوت غضب وقوت شہوت کا اعتدال

دوم وسوم قوت غضب اور قوت شہوت ان کا اعتدال اور حسن یہ ہے کہ دونوں قوتیں حکمت و شریعت کے اشارے پر چلنے لگیں اور مہذب و مطیع شکاری کتے کی طرح شریعت کی فرماں بردار بن جائیں کہ جس طرف بھی شریعت ان کو چلائے بلا عذر و تامل اس جانب چلنے لگیں، اور جس طرف سے روکیں فوراً رک جائیں۔

قوت عدل اور اس کا اعتدال

چہارم قوت عدل۔اس کا اعتدال یہ ہے کہ قوت غضب اور شہوت دونوں کی باگ اپنے ہاتھ میں لے اور ان کو دین اور عقل کے اشارے کے ماتحت بنائے رکھے، گویا عقل تو حاکم ہے اور یہ قوت عدل اس کی پیشکار ہے کہ جدھر حاکم کا اشارہ پاتے ہیں فوراً اسی جانب جھک جاتے ہیں، اور اس کے موافق احکام جاری کر دیتے ہیں، اور قوت غضبیہ اور شہوانیہ گویا شکاری مرد کے مہذب کتے ہیں یا فرماں بردار گھوڑے کی طرح ہیں کہ ان میں

حاکم کا حکم اور ناصح کی نصیحت کا نفاذ اور اجراء ہوتا ہے، پس جس وقت یہ حالت قابل اطمینان اور لائق تعریف ہو جائے گی، اس وقت انسان صاحب حسن خلق اور خوب سیرت کہلائے گا۔

قوت غصبیہ کا اعتدال

قوت غصبیہ۔ اس قوت کے اعتدال کا نام شجاعت ہے اور یہی عنداللہ پسندیدہ ہے کیونکہ اس میں اگر زیادتی ہوگی تو اس کا نام تہور اور بے باکی ہوگا، اور اگر کمی ہوگی تو بزدلی وجبنت کہلائے گی اور ظاہر ہے کہ یہ دونوں حالتیں ناپسندید ہیں، حالت اعتدال یعنی شجاعت سے لطف وکرم، دلیری وجودت، بردباری واستقلال، نرمی وملاطفت اور غصہ کے ضبط کا مادہ، نیز ہر کام میں دور اندیشی اور وقار پیدا ہوتا ہے، اور اگر زیادتی ہوتی ہے تو ناعاقبت اندیشی، ڈینگ مارنا شیخی بگھارنا، غصہ سے بھڑک اٹھنا، تکبر اور خود پسندی ہی پیدا ہوتی ہے، اور اگر اس میں کمی ہوتی ہے تو بزدلی اور ذلت، بے عزتی، کم ہمتی کمینہ پن اور وہ حرکات ظاہر ہوتی ہیں جو چھچھور پن کہلاتی ہیں۔

قوت شہوت کا اعتدال

قوت شہوت۔ قوت شہوت کی حالت اعتدال کا نام پارسائی ہے، پس اگر شہوت اپنے حد اعتدال سے بڑھ جائے گی تو حرص وہوا کہلائے گی حالت معتدل یعنی پارسائی اللہ پاک کو پسند ہے اور اس کے جو فضائل پیدا ہوتے ہیں وہ سخاوت، حیا، صبر، قناعت اور اتقاء کہلاتے ہیں، طمع کم ہو جاتی ہے، خوف اور خشیت اور دوسروں کی مدد کرنے کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے اور اعتدال سے بڑھنے اور گھٹنے سے حرص ولالچ خوشامد، چاپلوسی،

امراء کے ساتھ تذلل اور فقراء کو بنظر حقارت دیکھنا بے حیائی، فضول خرچی، ریا تنگدلی، نامردانگی اور حسد وغیرہ خصائل بد پیدا ہوتے ہیں۔

قوت عقل کا اعتدال

قوت عقل ۔قوت عقل میں اگر اعتدال ہوتا ہے تو انسان مدبر اور منظّم اور ذکی اور سمجھدار ہوتا ہے اس کی رائے صائب (درست) ہوتی ہے، اور ہر مضمون میں اس کی طبیعت چلتی ہے اور جودت دکھلاتی ہے، اور اگر حد اعتدال سے بڑھ جائے تو دھوکہ بازی، فریب دہی اور مکاری کہلاتی ہے، اور اگر عقل کی قوت میں کسی قسم کا نقصان اور ضعف ہوگا تو کند ذہنی اور حماقت اور بے وقوفی کہلائے گی جس کا اثر یہ ہوگا کہ ایسا آدمی جلدی دوسرے کے دھوکہ میں آجائے گا۔

غرض جس وقت یہ ساری قوتیں حد اعتدال پر ہوں گی تو اس وقت انسان کو خوب سیرت کہا جائے گا کیونکہ اعتدال سے گھٹنا اور بڑھنا دونوں حالتیں حسن سے خارج ہیں۔ [۱]

ان سطور سے حسن خلق کی حقیقت کا کچھ اندازہ ہو گیا ہوگا، اور ان لوگوں کی غلطی بھی معلوم ہوگئی ہوگی جو حسن خلق کا مفہوم صلح کل سے بیان کرتے ہیں کہ آدمی ہر کسی کے ساتھ صلح کل رہے، خواہ وہ کچھ بھی کرے، خواہ کیسا ہی بد دینی لا مذہبیت میں مبتلا ہو یہ ہرگز صحیح نہیں، قرآن پاک پر مکمل عمل کرنا ہی حسن خلق ہے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کے بارے میں بیان فرمایا ہے۔

''**کان خلقه القرآن**'' پس معلوم ہو گیا کہ قرآن پاک کے موافق عمل کرنا ہی حسن خلق ہے۔

---

[۱] شریعت وتصوف ص/۱۴۶ تا ص/۱۴۸ ۱۲

چنانچہ قرآن پاک کے موافق سختی کرنا، سخت وسست کہنا قصاص میں قتل کرنا، ہاتھ کاٹنا، رجم کرنا یہ سب حسن خلق ہی ہے، اس کی مزید تفصیل وتحقیق کے لئے ''احیاء العلوم'' یا ''شریعت وتصوف'' کا مطالعہ کیا جائے۔

تغنی بالقرآن

(۴۴) عَنْـهُ (ای عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ) رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ. رواه البخاری
مشکوٰۃ باب فضائل القرآن ص/۱۹۰

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو قرآن پاک کو خوش آوازی کے ساتھ نہ پڑھے۔

ف:۔ قرآن پاک کی محبت وعظمت کا تقاضہ یہی ہے، مگر یہ ضروری ہے کہ حروف میں تغیر نہ ہو، صفات حروف کا پورا لحاظ ہو، نیز راگ کی صورت بھی پیدا نہ ہو، چونکہ راگ حرام ہے۔

ترک حج پر وعید

(۴۵) عَـنْ اَبِـیْ اُمَـامَةَ رَضِـیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَـلَیْـهِ وَسَـلَّـمَ مَـنْ لَمْ یَمْنَعْـهُ مِنَ الْـحَـجِّ حَـاجَةٌ ظَاهِرَةٌ اَوْ سُلْطَانٌ جَـائِـرٌ اَوْ مَـرَضٌ حَـابِسٌ فَمَاتَ وَلَـمْ یَحُجَّ فَلْیَمُتْ اِنْ شَاءَ یَهُوْدِیًا وَاِنْ شَـاءَ نَصْرَانِیًا. رواه الدارمی
(مشکوٰۃ کتاب المناسک ص/۲۲۲)

حضرت ابوامامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کو حاجت ظاہری (سواری کا نہ ہونا، توشہ کا نہ ہونا وغیرہ) یا ظالم بادشاہ یا مرض حابس (ایسا مرض جس کی وجہ سے سفر نہ کیا جاسکے) حج کرنے سے مانع نہ ہو اور پھر وہ حج کئے بغیر مرجائے، پس چاہے

یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر (اللہ تعالی کو اس کی کوئی پرواہ نہیں)

ف:۔ یعنی اگر حج کی فرضیت کا منکر ہے اس وجہ سے حج نہیں کیا تو وہ کفر میں یہود ونصاریٰ کے مشابہ ہے اور فرضیت کا منکر نہ ہو تو گناہ میں ان کے مشابہ ہوتا ہے۔

بعض حضرات نے اس کو تغلیظ وتشدید پر محمول کیا ہے، بہرحال وسعت کے باوجود جب کہ کوئی مانع بھی نہ ہو حج نہ کرنا بڑا ہی سخت گناہ اور وبال ہے مگر اسکے باوجود وہ ایمان سے خارج نہیں ہوتا، جیسا کہ مودودی صاحب معتزلہ وخوارج کی اتباع کرتے ہوئے اسکو ایمان سے خارج مانتے ہیں علماء اہل سنت والجماعت کے نزدیک وہ سخت گنہگار ہے مگر ایمان سے خارج نہیں، سزا پاکر وہ جنت میں داخل ہوگا، یا اللہ تعالیٰ مراحم خسروانہ کے طور پر معاف فرمادیویں تب بلا سزا ہی جنت میں جاسکتا ہے مگر ضابطہ وہی ہے۔

لاجلب ولا جنب ولا شغار فی الاسلام

(۴۶) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاجَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ وَمَنْ انْتَهَبَ نَهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا.

رواہ الترمذی (مشکوۃ باب الغصب والعاریۃ ص/۲۵۵)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اسلام میں جلب، جنب، شغار نہیں ہے، (یعنی ان کی اجازت نہیں ہے) اور مال اچکنے والا ہم میں سے نہیں ہے یعنی ہماری اتباع کرنے والوں میں سے نہیں۔

ف:۔ جلب۔ اسے کہتے ہیں کہ عامل زکوۃ زکوۃ دینے والوں کے مکان سے دور قیام

کرے اور وہیں جانوروں کو منگائے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے، جس میں زکوٰۃ دینے والوں کو تکلیف اور حرج ہے اس لئے اس کی ممانعت کی گئی ہے کہ ایسا نہ کیا جائے بلکہ خود ان کے پاس جا کر زکوٰۃ وصول کی جائے تا کہ ان کا حرج نہ ہو اور انہیں تکلیف نہ ہو۔

جنب۔ یہ ہے کہ مال والا اپنا مال لے کر اپنے مکان کو چھوڑ کر دور جا ٹھرے اس سے ممانعت کی گئی کہ اس سے عامل زکوٰۃ کو پریشانی ہوگی۔

سباق (گھوڑ دوڑ) میں جب یہ لفظ بولے جاتے ہیں تو ''**جلب**'' سے مراد یہ ہوتی ہے کہ کسی شخص کو اپنے گھوڑے کے پیچھے رکھا جائے، تا کہ وہ مار کر یا آواز وغیرہ کے ذریعہ گھوڑے کو دوڑانے کی کوشش کرے، اور ''**جنب**'' یہ ہے کہ اپنے گھوڑے کے ساتھ جس پر سوار ہے، دوسرا گھوڑا رکھے تا کہ جب سواری کا گھوڑا تھک جائے تو دوسرے پر سوار ہو جائے۔ [1]

شغار۔ یہ ہے کہ اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح کسی سے اس شرط پر کیا جائے کہ وہ اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح اس سے کرے، مہر کچھ مقرر نہ کیا جائے یہ شرط ہی بمنزلہ مہر کے ہو۔

اکثر علماء کے نزدیک یہ عقد فاسد ہے مگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عقد صحیح ہو جائے گا، اور مہر مثل واجب ہوگا، گو ایسا کرنے والا گنہگار ہوگا۔ [2]

وارث کی میراث کا قطع کرنا

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] بذل المجہود ص/۲۶ ج/۳
[2] مظاہر حق جدید ص/۶۳ ج/۳ ۱۲

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَطَعَ مِيْرَاثَ وَارِثِهٖ قَطَعَ اللّٰهُ مِيْرَاثَه مِنَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. رواه ابن ماجه ورواه البيهقي في شعب الايمان عن ابي هريرة رضي الله عنه.
(مشكوة باب الوصايا ص/ ۲۲٦)

ارشاد فرمایا جو شخص اپنے وارث کی میراث کو قطع کرے اللہ تعالیٰ اس کی میراث جنت سے قطع کردے گا قیامت کے دن۔

ف:۔ جنت کی وراثت سے اشارہ اس آیت پاک کی طرف ہے۔ ''الذین یرثون الفردوس هم فيها خالدون''

اس آیت پاک میں مؤمنوں سے جنت کی وراثت کا وعدہ کیا گیا ہے، پس جو شخص اپنے وارث کی میراث کو کاٹے گا، اللہ تعالیٰ اس کی جنت کی وراثت ختم فرمادیں گے یعنی دخول اوّلی سے محروم کردیا جائے گا، سزا پاکر جنت میں جاسکے گا۔

کسی عورت کو شوہر کے خلاف اور غلام کو آقا کے خلاف بھڑکانا

(۴۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ[1] امرأةً عَلٰى زَوْجِهَا اَوْ عَبْدًا عَلٰى سَيِّدِهٖ. رواه ابو داؤد
(مشكوة باب عشرة النساء ص/ ۲۸۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکا کر تعلقات خراب کردے یا کسی غلام کو بھڑکا کر آقا کے تعلقات خراب کردے۔

[1] ''خبب'' بتشديد الباء الاولى بعد الخاء المعجمة اى خدع وافسد ۱۲ بذل المجهود ص/ ۲٦۵ ج/ ۳

ف:۔ مطلب یہ ہے کہ عورت کے سامنے اس کے مرد کی برائیاں ذکر کر کے یا کسی اجنبی کی خوبیوں کا اس کے سامنے ذکر کر کے اس کا دل شوہر کی طرف سے برا کر دے جس سے وہ شوہر کی مخالفت پر آمادہ ہو جائے، یا شوہر کو تنگ کرنے لگے یا عورت کو شوہر سے بے جا مطالبات کی ترغیب دے جو شوہر کی وسعت سے باہر ہوں یا شوہر کی خدمت میں کوتاہی کرنے کا مشورہ دے وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح جو کسی غلام کو آقا کی مخالفت پر اسکی برائیاں وغیرہ ذکر کر کے آمادہ کرے یا بھاگنے کی یا خدمت میں کوتاہی کرنیکی ترغیب دے، تو ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنیوالوں میں سے نہیں ہے اور خاوند کو بیوی کی طرف سے بدظن یا بددل کرنا یا آقا کو غلام و باندی کی طرف سے بدظن و بددل کرنا یا باندی کو آقا سے برگشتہ کرنا بھی اسی حکم میں ہے۔

عورت کا شوہر سے طلاق طلب کرنا

(۴۹) عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِيْ غَيْرِ مَا[۱] بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ رواه احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجه والدرامی (مشکوۃ باب الطلاق ص/۲۸۳)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اپنے شوہر سے بغیر سخت مجبوری کے طلاق طلب کرے، اس پر جنت کی بو حرام ہے، (یعنی اولاً ممنوع ہے)

---

[۱] لفظ مازائدة ۱۲ بذل الجهود ص/۲۹۴ ج/۳

ف:۔ اگر ایسی مجبوری کی وجہ سے کہ شوہر کے ساتھ زندگی گزارنا اس کے لئے ممکن نہیں ہے، تو طلاق طلب کرے تو اس کا یہ حکم نہیں وہ معذور ہے۔

اپنے کو غیر باپ کی طرف منسوب کرنا

(۵۰) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اِدَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ وَھُوَ یَعْلَمُ فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ. متفق علیه. (مشکوۃ باب اللعان ص ۲۸۷)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے کو غیر باپ کی طرف منسوب کرے، حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے۔

ف:۔ یعنی اس کو حلال جان کر ایسا کرتا ہے تو چونکہ یہ کفر ہے، اس لئے اس پر جنت حرام ہے، اور اگر حلال اعتقاد نہیں کرتا، بلکہ حرام جانتے ہوئے ایسا کیا ہے تو پھر مطلب یہ ہے کہ جب تک اس کی سزا نہ پالے، جب تک جنت حرام ہے یا یہ بطور زجر و تنبیہ کے ہے۔ فقط۔

(۵۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَرْغَبُوْ عَنْ آبَائِکُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِیْہِ فَقَدْ کَفَرَ. (متفق علیه باب مذکور)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اپنے کو غیر باپ کی طرف منسوب کرکے) اپنے آباء سے اعراض مت کرو اس لئے کہ جس نے اپنے باپ سے اعراض کیا اس نے کفر کیا۔

ف:۔ زمانۂ جاہلیت میں لوگ اپنے باپوں سے (جو عرف میں کم درجہ کے سمجھے جاتے تھے)

اعراض کر کے کسی مشہور و معزز شخص کی طرف منسوب کرتے تھے، اس سے ممانعت کی گئی، تو پھر ''فقد کفر'' کے معنی ناشکری کے ہیں کہ اس نے اپنے باپ کی ناشکری کی اور حق تعالیٰ شانہ کی بھی ناشکری کی کہ باپ جیسی نعمت اس کی دی ہوئی ہے۔

یا ''فقد کفر'' کے معنی یہ ہیں کہ اس نے کفار کے فعل کے ساتھ مشابہت اختیار کی، یا یہ مطلب ہے کہ اس کا یہ عمل کفر کا ذریعہ بن سکتا ہے کہ آج باپ جیسے منعم و محسن سے اعراض کر رہا ہے (جو مخلوق میں اس کا سب سے بڑا محسن ہے) تو وہ محسن و منعم حقیقی تعالیٰ شانہ سے بھی اعراض کر سکتا ہے۔

برادریوں کو کسی اونچی شخصیت کی طرف بلا دلیل منسوب کرنا

غرض یہ بڑی ہی سخت چیز ہے اور آج بہت سی قومیں، برادریاں اپنے کو بلا دلیل کسی اونچی شخصیت کی طرف نسبت کرنے میں بہت مبتلا ہیں، کوئی صدیق اکبر، ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نسبت کرتا ہے، کوئی فاروق اعظم، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف، کوئی ذوالنورین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف، کوئی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف، کوئی قریش کی طرف، کوئی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف، کوئی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف، کوئی حضرت ادریس علیہ السلام کی طرف، اسی طرح کوئی کسی صحابی یا پیغمبر کی طرف نسبت کرنے کی بلا دلیل کوشش کرتا ہے اور ان حضرات کے اوصاف و کمالات، اخلاق و عادات کی ذرا پروا نہیں کرتے وہ خوب سوچ لیں کہ یہ کتنا سخت ہے اور یہ کہ وہ بلا دلیل نسبت کرنے سے صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی، قریشی، ایوبی، انصاری، ادریسی نہیں ہو جائیں گے۔

ان حضرات کے اوصاف و کمالات، اخلاق و عادات ان کے دینی کاموں، مجاہدات

کرنے سے انشاء اللہ ضرور ان حضرات کی طرف نسبت ہوگی اور قیامت میں انشاء اللہ ثم انشاء اللہ ان کے ساتھ حشر ہوگا۔ اور اگر اس کے بغیر محض دعوی بلا دلیل کے ذریعہ نسبت کی تو قیامت میں ان حضرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے بڑی رسوائی ہوگی۔ ''اللهم احفظنا منه''

کسی عورت کا غیر شوہر کی طرف بچہ کو منسوب کرنا یا کسی شخص کا اپنے بچہ سے انکار کردینا

(۵۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَتْ اٰیَةُ الْمُلَا عَنَةِ اَیُّمَا اِمْرَأَةٍ اَدْخَلَتْ عَلٰی قَوْمٍ مَنْ لَیْسَ مِنْهُمْ فَلَیْسَتْ مِنَ اللّٰهِ فِی شَیْءٍ وَلَنْ یُدْخِلَهَا اللّٰهُ جَنَّتَهُ وَاَیُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهُ وَیَنْظُرُ اِلَیْهِ اِحْتَجَبَ اللّٰهُ مِنْهُ وَفَضَحَهُ عَلٰی رُؤُسِ الْخَلَائِقِ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخَرِیْنَ. رواه ابوداؤد والنسائی والدارمی. (باب مذکور ص/۲۸۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جب آیت ملاعنہ[۱] نازل ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو عورت اس (بچہ) کو کسی قوم پر داخل کرے جو ان میں سے نہیں ہے (یعنی کوئی عورت شوہر کے علاوہ کسی مرد سے زنا کرے جس سے حمل قرار پاجائے اور بچہ پیدا ہوجائے تو اس کی نسبت شوہر کی طرف کرے حالاں کہ وہ شوہر کے نطفہ سے نہیں ہے) پس وہ اللہ کی

[۱] آیت ملاعنہ سے مراد ''والذین یرمون ازواجهم ولم یکن لهم شهداء الا انفسهم فشهادة احدهم اربع شهادات بالله انه لمن الصادیقین والخامسة ان لعنت الله علیه ان کان من الکاذبین الآیة ہے. ۱۲

رحمت سے کسی قابل اعتماد چیز میں نہیں اور ہرگز اللہ تعالیٰ اس کو اپنی جنت میں (اولین مقربین کے ساتھ) داخل نہیں فرمائیں گے، اور جو آدمی اپنے بچہ کا انکار کردے حالانکہ وہ بچہ طلب شفقت ورحمت کے لئے اس کی طرف دیکھ رہا ہے (یا وہ مرد اس کی طرف دیکھ رہا ہے یا مطلب یہ ہے کہ وہ مرد جانتا ہے کہ یہ میرا بچہ ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کو محجوب (اپنے دیدار سے محروم) اور رحمت سے دور فرما دیں گے اور تمام مخلوق کے روبرو اولین آخرین میں (یعنی قیامت کے روز جہاں سب اولین وآخرین جمع ہونگے) اس کو رسوا فرما دیں گے۔

ف:۔ حاصل یہ کہ نہ عورت کو اس کی اجازت ہے کہ زنا وبدکاری کرے اور حرام کے بچہ کو شوہر کی طرف منسوب کرے اور نہ شوہر کو اس کی اجازت ہے کہ اپنے بچہ کا دیدہ ودانستہ عورت کو بدنام کرنے کے لئے یا کسی اور مقصد کے لئے انکار کردے۔

غلام کا بھاگنا

(۵۳) عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَبِقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلٰوةٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ اَيُّمَا عَبْدٍ اَبِقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ اَيُّمَا عَبْدٍ اَبِقَ مِنْ مَوَالِيْهِ فَقَدْ كَفَرَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْهِمْ. رواه مسلم (مشكوة باب النفقات وحق المملوك ص/ ۲۹۰)

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب غلام بھاگ جاتا ہے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی، اور حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب کوئی غلام بھاگ جاتا ہے، تو ذمہ اس سے بری ہوجاتا ہے اور انہیں سے ایک روایت میں ہے کہ جو

کوئی غلام اپنے مالکوں کے پاس سے بھاگا پس تحقیق کہ اس نے کفران (ناشکری) کی، یہاں تک کہ اپنے مالکوں کے پاس واپس آئے۔

ف:۔''الذمۃ'' سے مراد ذمۃ اسلام اور عہد وامان ہے یعنی جب مرتد ہوکر کافروں کے شہر کی طرف بھاگا تو اسلام کا ذمہ اس سے بری ہوگیا، کہ اس کا قتل کرنا جائز ہوگیا اور اگر بغیر مرتد ہوئے کسی اسلامی شہر کی طرف بھاگا ہے تو اس کا قتل کرنا جائز نہیں، اس کے حق میں یہ زجر وتنبیہ وتہدید پر محمول ہوگی۔

''فقد کفر'' کے معنی یہ ہیں کہ کفر کے قریب ہوگیا یا اس پر کفر کا اندیشہ ہے یا اس نے فعل کفر کرکے کافروں کی مشابہت کی، یا اس نے اپنے مالک کی ناشکری کی، فقط واللہ اعلم۔

بدخلق

(۵۴) عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ سَیِّءُ الْمَلَکَۃِ. رواہ الترمذی. (مشکوۃ باب النفقاق ص/ ۲۹۱)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بدخصلت بداخلاق جنت میں داخل نہ ہوگا

مطلب یہ ہے کہ اولا جنت میں داخل نہ ہوگا بلکہ سزا پا کر پھر جنت میں داخل ہوگا چونکہ بدخلقی کی وجہ سے لوگوں کو اذیت ہوتی ہے اس لئے سزا پا کر پھر جنت میں داخل ہوگا الاّ یہ کہ کسی کو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے مراحم خسروانہ کے طور پر معاف فرمادے۔

غیر اللہ کی قسم کھانا

(۵۵) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ اللّٰہِ فَقَدْ اَشْرَکَ. رواہ الترمذی. (مشکوۃ باب الایمان والنذور ص/۲۹۷)

روایت ہے، فرماتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے غیر اللہ کے ساتھ قسم کھائی، تو اس نے شرک کیا۔

ف:۔ یعنی اس نے غیر اللہ کو تعظیم میں شریک کیا، پس اگر بلا نیت تعظیم بطور عادت قسم کھائی تو یہ صورت کے اعتبار سے شرک ہے[۱]۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

امانت کی قسم کھانا

(۵۶) عَنْ بُرَیْدَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِالْاَمَانَۃِ فَلَیْسَ مِنَّا. رواہ ابوداؤد. (مشکوۃ باب الایمان والنذر ص/۲۹۷)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے امانت کے ساتھ قسم کھائی وہ ہم میں سے (یعنی ہماری اتباع کرنیوالوں میں سے) نہیں ہے۔

ف:۔ یعنی صرف لفظ امانت کے ساتھ بغیر لفظ اللہ کی طرف اضافت کئے ہوئے قسم کھاوے اس کی ممانعت ہے، اول اس لئے کہ یہ اہل کتاب کی عادت سے ہے، دوسرے اس وجہ سے کہ یہ غیر اللہ کے ساتھ قسم کھانا ہے، چونکہ حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یا اس کی صفات کے ساتھ قسم کھائی جاوے، اور یہ امانت اس کے صفات میں سے نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کے امور میں سے ایک امر ہے، اور اس کے فرائض میں سے ایک فرض ہے تو اس کے ساتھ قسم کھانا غیر اللہ کے ساتھ قسم کھانا ہوا، اور اس نے اس کے ساتھ قسم کھا کر اللہ تعالیٰ کے امور اور

[۱] بذل الجہود ص/۲۱۹ ج/۴ ۱۲

اس کے صفات واسماء کے درمیان برابری کی ،اس وجہ سے اس کی ممانعت کی گئی ،اور جب امانت سے فرض مراد لیا تو مطلب یہ ہوا کہ فرائض، نماز، روزہ، حج وغیرہ کے ساتھ قسم نہ کھائی جائے، بہر تقدیر اگر کسی نے لفظ امانت کے ساتھ قسم کھائی تو اس میں کسی کے نزدیک بھی کفارہ نہیں ہے۔

اور اگر لفظ اللہ کی طرف اضافت کر کے اس کے ساتھ قسم کھائی جائے تو اکثر کے نزدیک اس میں بھی کفارہ نہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ یمین ہے، اس کے توڑنے سے کفارہ واجب ہوجائے گا، چونکہ یہ (امانة الله) اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے، اصحاب الرائے کے نزدیک بھی یہ یمین ہے اور اس میں کفارہ لازم ہوتا ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ یمین نہیں، اس لئے کفارہ بھی لازم نہ ہوگا۔

بدائع میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر کسی نے ''وامانة الله'' کہا تو اصل میں ذکر کیا گیا ہے کہ یہ یمین ہے، اور ابن سماعہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو یوسف سے نقل کیا ہے کہ یہ یمین نہیں ہے، امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اصحاب حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب نقل کیا ہے کہ یہ یمین نہیں اور وجہ یہ بیان کی ہے کہ امانۃ اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے فرائض نماز، روزہ، حج وغیرہ، ہیں جیسا کہ آیت ''**انا عرضنا الامانة على السموات والارض والجبال الاية**'' میں یہی مراد ہے، پس یہ غیر اللہ کے ساتھ قسم ہوئی، اس لئے اس میں کفارہ نہیں۔

اور جو اصل میں مذکور ہے کہ یہ یمین ہوجاتی ہے، اسکی وجہ یہ ہے کہ جب امانۃ کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جاتی ہے، خصوصاً قسم کے وقت تو اس سے اللہ تعالیٰ کی صفت مراد ہوتی ہے، جیسے امین اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے جو امانت ہی سے مشتق ہے، پس امانۃ اللہ سے عندالاطلاق خصوصاً موضع قسم میں صفۃ اللہ ہی مراد ہوگی۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] بذل الجهود ص/۲۱۹ ج/۴ ۱۲

اپنے آپ کو اسلام سے بری کہنا

(۵۷) عَنْهُ اَیْ عَنْ بُرَیْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ اِنِّی بَرِیْءٌ مِنَ الْاِسْلَامِ فَاِنْ کَانَ کَاذِبًا فَهُوَ کَمَا قَالَ وَاِنْ کَانَ صَادِقًا فَلَنْ یَرْجِعَ اِلَی الْاِسْلَامِ سَالِمًا. رواه ابوداؤد والنسائی وابن ماجه.
مشکوة باب الایمان والنذور ص/۲۹۷

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کہے میں اسلام سے بری ہوں (اگر میں جھوٹا ہوں) پس اگر جھوٹا ہے تو ایسا ہی ہے جیسا اس نے کہا (یعنی اسلام سے بری ہے اس لئے کہ وہ خود اقرار کر رہا ہے اور اسلام سے بری (خارج) ہونے کے ساتھ خوش ہے) اور اگر وہ سچا ہے تب بھی اسلام کی طرف (صحیح) سالم نہ لوٹے گا، (اس لئے کہ اس میں ایک نوع کا اسلام کے ساتھ استخفاف اور کفر کی طرف میلان ہے)
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کسی معاہد کا قتل کرنا

(۵۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ یَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاِنَّ رِیْحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَةِ اَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا. رواه البخاری مشکوة (ص/۲۹۹)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی معاہد کو قتل کرے گا وہ جنت کی بو بھی نہ پائے گا، حالانکہ اس کی بو چالیس برس کی مسافت سے آتی ہے۔

ف:۔ معاہد۔ سے مراد وہ کافر ہے جس نے امام المسلمین کے ساتھ ترک قتال پر عہد کیا ہو خواہ وہ ذمی ہو یا غیر ذمی[1]

اور وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مقربین وصالحین جب اول خوشبو بہشت پاویں گے، یعنی جنت میں داخل ہوں گے اس وقت یہ محروم رہے گا، نہ یہ کہ وہ ہمیشہ محروم رہے گا، بعض نے اس سے تغلیظ وتہدید مراد لیا ہے۔

اور چالیس برس کی مسافت ۔ بعض رایتوں میں ستر برس آئے ہیں، اور ایک روایت میں سو برس، اور ''موطا'' میں پانچ سو برس اور فردوس میں ہزار برس کی مسافت ذکر کی گئی ہے۔

یہ اختلاف اشخاص ودرجات کے تفاوت کے اعتبار سے ہے کہ بعض کو ہزار برس کی مسافت سے جنت کی خوشبو آئے گی، بعض کو پانچ سو برس کی مسافت سے، بعض کو سو برس کی مسافت سے، بعض کو ستر برس کی اور بعض کو چالیس برس کی مسافت سے محسوس ہوگی واللہ اعلم۔

خودکشی کرنا

(۵۹) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَن تَرَدّىٰ مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدّىٰ فِيْهَا خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ تَحَسّٰى سَمًّا فَقَتَلَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کر ڈالے تو وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ، ہمیشہ ہمیشہ (اسی طرح) اپنے آپ کو گراتا رہے گا، اور

[1] اسلام میں عہد وپیمان کی کتنی اونچی حیثیت ہے اسلام پر اعتراضات کرنے والے غور فرمائیں ۱۲

نَفْسَهُ فَسَمُّهُ فِیْ یَدِهٖ یَتَحَسَّاهُ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِیْهَا اَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِیْدَةٍ فَحَدِیْدَتُهُ فِیْ یَدِهٖ یَتَوَجَّأُ بِهَا فِیْ بَطْنِهٖ فِیْ نَارِجَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِیْهَا اَبَدًا. متفق علیه (مشکوة کتاب القصاص ص/ ۲۹۹)

جس شخص نے زہر پی کر اپنے آپ کو ہلاک کرڈالا تو جہنم میں اس کا زہر اس کے ہاتھوں میں ہوگا، اور ہمیشہ ہمیشہ، ہمیشہ ہمیشہ اس کو پیتا رہے گا، اور جو اپنے آپ کو کسی دھاردار چیز سے قتل کرڈالے تو وہ دھار دار چیز اس کے ہاتھ میں ہوگی، اور وہ اس کو جہنم میں اسی طرح ہمیشہ ہمیشہ، ہمیشہ ہمیشہ، اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا۔ اعاذنا الله منه.

ف:۔ اس سے مراد مدت دراز ہے یعنی وہ بہت مدت دراز تک اس عذاب میں رہے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم،

(۲۰) عَنْهُ (اَیْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ) رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَّذِیْ یَخْنُقُ نَفْسَهُ یَخْنُقُهَا فِی النَّارِ وَالَّذِیْ یَطْعَنُهَا یَطْعَنُهَا فِی النَّارِ. رواه البخاری، (باب مذکور ص/ ۳۰۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو گلا گھونٹ کر اپنے آپ کو ہلاک کرڈالے وہ جہنم میں اپنا گلا (اسی طرح) گھونٹے گا، اور جو شخص نیزہ وغیرہ مار کر اپنے کو ہلاک کرڈالے تو وہ جہنم میں (اسی طرح) اپنے آپ کو نیزہ مارتا رہے گا۔

ف:۔ معلوم ہوا خودکشی کرنا حرام ہے، اس لئے کہ نفس انسان کا مملوک نہیں امانت ہے، مالک کی اجازت کے بغیر اس میں کوئی تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔

نیز خودکشی کرنا حد درجہ بزدلی اور نامردی کا کام ہے کہ انسان پریشانیوں کو برداشت کرنے سے بزدلی کرتا ہے، اور اپنے آپ کو ہلاک کرڈالتا ہے، بجائے اس کے کہ مردانہ وار تمام پریشانیوں، مصیبتوں کا مقابلہ کرتا رہے، یہ تو انتہائی پست ہمتی، بزدلی، کمزوری ہے کہ انسان ناسازگار حالات کی تاب نہ لاکر اور حوادثات زمانہ سے متاثر ہوکر خود اپنے آپ کو ہلاک کرڈالے، اسلام میں اس کی قطعاً اجازت نہیں، بلکہ سخت مذموم ہے جیسا کہ حدیث پاک میں مذکور ہوا۔

(۲۱) عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهٖ جُرْحٌ فَجَزِعَ فَاَخَذَ سِكِّيْنًا فَجَزَّ بِهَا يَدَهُ فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ قَالَ اللهُ تَعَالٰى بَادَرَنِيْ عَبْدِيْ بِنَفْسِهٖ فَحَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ. (متفق عليه باب مذكور ص/۳۰۰)

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک زخمی شخص تھا، جس نے بے صبری کی اور چھری لے کر اپنا (زخمی) ہاتھ کاٹ ڈالا جس سے خون نہ رکا (برابر بہتا رہا) یہاں تک کہ وہ مرگیا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جلدی کی مجھ سے میرے بندہ نے اپنے نفس کو ہلاک کرنے میں پس میں نے اس پر جنت کو حرام کردیا۔

ف:۔ تو معنی یہ ہوں گے اولین صالحین کے ساتھ جنت میں داخل ہونا اس پر حرام ہے یہاں تک کہ اپنے فعل بد کی سزا پالے۔

پہلے گزرچکا کہ اپنے نفس کو قتل کرنا شریعت میں حرام ہے، اور گناہ کبیرہ ہے اور یہ ملک غیر میں تصرف کرنا ہے، چونکہ انسان کے ظاہر و باطن کا حق تعالیٰ شانہ مالک ہے، پس

اللہ تعالیٰ کی رضا کے بغیر کوئی تصرف کرنا بندہ کو درست نہیں چہ جائیکہ وہ اپنے آپ کو قتل اور ہلاک کر ڈالے۔

دم مؤمن کی قدر و قیمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک

(۶۲) عَنْ اَبِیْ سَعِیدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ اَھْلَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اِشْتَرَکُوْا فِیْ دَمِ مُؤْمِنٍ لَاَکَبَّھُمُ اللّٰہُ فِی النَّارِ، رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب (باب مذکور ص/۳۰۰)

حضرت ابوسعید اور حضرت ابو ہریرہؓ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اگر تمام آسمان اور تمام زمین والے کسی مومن کے خون کرنے میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ ان تمام کو اوندھے منہ جہنم میں ڈالے گا۔

ف:۔اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ایک مومن کے خون کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنی قدر و قیمت ہے، جسے آج دنیا کی سب چیزوں سے سستی اور بے قیمت سمجھا جاتا ہے کہ چند پیسوں چندٹکوں اور کوڑیوں کے لالچ میں بہادیا جاتا ہے۔

قتل مؤمن پر اعانت

(۶۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعَانَ عَلٰی قَتْلِ مُؤْمِنٍ شَطْرَ کَلِمَۃٍ لَقِیَ اللّٰہَ مَکْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْہِ اٰئِسٌ مِنْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کسی مومن کے قتل پر آدھے کلمہ کے ذریعہ بھی مدد کرے وہ (قیامت میں) اللہ تعالیٰ سے اس

رَحْمَةِ اللهِ. رواه ابن ماجه، (مشکوة باب الديات ص ۳۰۲) حالت میں ملاقات کرے گا (یعنی اس کو قیامت میں اس حالت میں اٹھایا جائے گا) کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) لکھا ہوا ہوگا ''ائس من رحمة الله'' یہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہے۔

ف:۔ یہ کفر سے کنایہ ہے، چونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی صرف کافروں کے لئے ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''لاییئس من روح الله الاالقوم الکافرون'' اللہ تعالیٰ کی رحمت سے صرف کافر قوم ہی ناامید ہوتی ہے۔

یہ قتل مؤمن یا اعانت علیٰ قتل المومن کے حلال جاننے پر محمول ہے یا بطور تغلیظ فرمایا۔

اپنی جان و مال کا تحفظ اور اس میں قتل ہوجانا یا قتل کردینا

(۶۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللهِ اَرَأَیْتَ اِنْ جَآءَ رَجُلٌ یُرِیْدُ اَخْذَ مَالِیْ قَالَ فَلاَ تُعْطِ مَالَکَ قَالَ اَرَأَیْتَ اِنْ قَاتَلَنِیْ قَالَ قَاتِلْهُ قَالَ اَرَأَیْتَ اِنْ قَتَلَنِیْ قَالَ فَاَنْتَ شَهِیْدٌ قَالَ اَرَأَیْتَ اِنْ قَتَلْتُهُ قَالَ هُوَ فِی النَّارِ. رواه مسلم (مشکوة باب مالا یضمن من الجنایات ص ۳۰۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہے کہ ایک شخص آیا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی شخص میرا مال لینے کے لئے آوے، تو میں کیا کروں، (اس کو مال لینے دوں یا دفع کروں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسے اپنا مال نہ دے (لینے نہ دے) عرض کیا حضرت اگر وہ مجھ سے قتال کرنے لگے، ارشاد فرمایا تو بھی اس سے قتال کر،

عرض کیا حضرت اگر وہ مجھے قتل کردے تو کیا حکم ہے، ارشاد فرمایا (اس صورت میں) تو شہید ہے، عرض کیا حضرت اگر میں اس کو قتل کردوں، تو کیا حکم ہے، ارشاد فرمایا وہ جہنم میں جائے گا۔

ف:۔اس سے معلوم ہوا کہ قاتل کا دفع کرنا اور دفع کرنے میں ہلاک کرنا بھی مباح ہے۔

ہتھیار سے اشارہ کرنا

(۲۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُشِیْرُ اَحَدُكُمْ عَلٰی اَخِیْهِ بِالسَّلَاحِ فَاِنَّهٗ لَایَدْرِیْ لَعَلَّ الشَّیْطَانَ یَنْزِعُ فِیْ یَدِهٖ فَیَقَعُ فِیْ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ .متفق علیه، (بــاب مـذکـور ص/۳۰۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی اپنے بھائی پر ہتھیار سے اشارہ نہ کرے اس لئے کہ بے شک وہ نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ سے چھین لے (یعنی اس ہتھیار کو دوسرے کے لگوا دے) پس وہ اس کی وجہ سے جہنم کے گڑھے میں گر پڑے۔

ف:۔معلوم ہوا کہ جو چیز کسی گناہ کا سبب بن سکے یا جس میں گناہ کا مظنہ ہو اس سے بھی احتراز ضروری ہے۔

مسلمان پر ہتھیار اٹھانا

(۲۶) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ

قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا.
(باب مذکور ص/۳۰۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ہم پر (یعنی مسلمانوں پر) ہتھیار اٹھاوے (خواہ ہنسی کے طور پر ہی ہو) وہ ہم میں سے (یعنی ہمارا اتباع کرنے والوں میں سے) نہیں ہے، اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، اور مسلم نے یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ جو شخص ہمیں دھوکہ دیوے وہ ہم میں سے (ہمارا اتباع کرنے والوں میں سے) نہیں ہے۔

یارب صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلهم

لوگوں کو بلاوجہ مارنا دھکے دینا پریشان کرنا

(۶۷) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ اِنْ طَالَتْ لَكَ مُدَّةٌ اَنْ تَرٰى قَوْمًا فِیْ اَيْدِيْهِمْ مِثْلَ اَذْنَابِ الْبَقَرِ يَغْدُوْنَ فِیْ غَضَبِ اللّٰهِ وَيَرُوْحُوْنَ فِیْ سَخَطِ اللّٰهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ وَيَرُوْحُوْنَ فِیْ لَعْنَةِ اللّٰهِ. رواہ مسلم
(باب مذکور ص/۳۰۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تیری مدت عمر دراز ہو، تو قریب ہے کہ تو ایسے لوگوں کو دیکھے جن کے ہاتھوں میں گائے کی دموں کے مثل (کوڑے) ہوں گے، وہ صبح کریں گے، اللہ تعالیٰ کے غضب میں اور شام کریں گے اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی میں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ شام کریں گے اللہ تعالیٰ کی لعنت میں، یعنی وہ ہمیشہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے غضب اور

ناراضگی اور لعنت خداوندی میں رہیں گے۔

ف:۔اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو ظالم امراء وحکام کے دروازوں پر رہتے ہیں، ان کے آگے پیچھے چلتے ہیں، لوگوں کو بلا وجہ مارتے دھکے دیتے ہیں، برا بھلا کہتے ہیں، کٹ کھنے کتوں کی طرح لوگوں کو ستاتے ہیں۔

دوزخیوں کے دو گروہ، وہ لوگ جن کے پاس کوڑے ہوں اور ننگے بدن عورتیں جو مردوں کو اپنی طرف مائل کریں

(٦٨) عَنْهُ (اَبِیْ هُرَیْرَةَ) رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سَیَّاطٌ کَاَذْنَابِ الْبَقَرِ یَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ کَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ مُمِیْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُسُهُنَّ کَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَایَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا یَجِدْنَ رِیْحَهَا وَاِنَّ رِیْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَةِ کَذَا وَکَذَا .رواہ مسلم، (باب مذکور ص/٣٠٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دوزخیوں کے دو گروہ ہیں، کہ میں نے ان کو نہیں دیکھا یا نہیں دیکھوں گا (چونکہ وہ دونوں گروہ میرے بعد وجود میں آئیں گے) ایک گروہ تو وہ ہے کہ ان کے ساتھ گائے کے دموں کے مثل کوڑے ہوں گے، ان سے لوگوں کو ناحق ماریں گے، دوسرا گروہ وہ عورتیں ہیں جو بظاہر کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور حقیقت میں ننگی ہیں، لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والیاں اور ان کی طرف مائل ہونے والیاں، ان کے سر بختی اونٹوں کے کوہان کے مثل حرکت کرنے والے

ہوں گے (کہ اپنے سروں کو لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے منکا دیں گی) ایسی عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی، اور نہ اس کی خوشبو پا سکیں گی، حالانکہ اس کی خوشبو بالتحقیق اتنی اتنی مسافت سے (مثلاً سو برس کی مسافت سے جس کی تفصیل او پر گزر چکی ہے) آتی ہے۔

ف:۔ جب ایک گروہ کا حکم ذکر فرمایا تو دوسرے گروہ کا حکم خود معلوم ہو گیا، اس لئے اس کو ذکر نہیں فرمایا۔

''کاسیات عاریات'' سے مراد یا تو باریک کپڑے پہننے والی ہیں کہ بظاہر کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور چونکہ ان کا جسم ان کپڑوں میں سے (باریک ہونے کی وجہ سے) نظر آتا ہے، تو حقیقت میں ننگی ہیں کہ کپڑے پہننے کا جو مقصود ہے وہ حاصل نہیں یا وہ عورتیں مراد ہیں، جو ایسا لباس پہنتی ہیں جس سے بعض اعضاء تو چھپ جاتے ہیں اور بعض کھلے رہتے ہیں، جس کا آج کل عام رواج ہوتا جا رہا ہے، اسی طرح وہ عورتیں جو دوپٹہ کمر پر ڈال لیتی ہیں، جس سے سینہ اور پیٹ جو محل شہوت ہے کھلے رہتے ہیں یا وہ عورتیں مراد ہیں جو لباس فاخرہ پہنے ہوئے ہیں اور لباس تقویٰ سے ننگی ہیں کہ آخرت میں یہ سب تقوی کے جنت کا لباس ملے گا، یا یہ سب مذکورہ عوتیں اس کے مصداق میں داخل ہیں۔

''ممیلات'' مائل کرنے والیاں، یعنی وہ عورتیں جو ایسا طریقہ اختیار کریں جس سے مردان کی طرف مائل ہوں، ایسا لباس ایسی زینت اختیار کریں، ایسی گفتگو کریں جس سے لوگ ان کی طرف مائل ہوں، اس طرح ناز و انداز سے چلیں جس سے ان کی طرف میلان ہو، یا اپنے بدن کا کوئی حصہ کپڑے سے باہر نکالیں کہ لوگ ان کے حسن کو دیکھ کر ان کی طرف مائل ہوں یہ سب ان کے مصداق میں داخل ہیں۔

''رؤسهن كاسنمة البخت المائلة'' مصر کی عورتوں کا طریقہ ہے کہ وہ

اپنے سروں پر بالوں کا جوڑا بنا کر باندھ لیتی ہیں، جس سے ان کے سر بختی اونٹوں کے کوہان کے مثل ہو جاتے ہیں اور پھر وہ ان کو ادھر ادھر حرکت دیویں تو ایسا ہے جیسے بختی اونٹ کے کوہان، کثرت فربہی کے باجود حرکت کریں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں عورتوں کا یہ طریقہ نہ تھا، پس یہ خبر دینا از قبیل معجزات ہے۔

''لا یدخلن الجنة الخ ''میں دخول اوّ لی کی نفی ہے کہ اول وہلہ میں داخل جنت نہ ہوں گی، بلکہ سزا پا کر، پس یہ عورتیں ان عادات بد کی بنا پر دخول اوّ لی سے محروم کردی جائیں گی۔

امت محمدیہ علیہ الصلٰوۃ والسلام پر تلوار اٹھانا

(۶۹) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجَھَنَّمَ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ بَابٌ مِنْھَا لِمَنْ سَلَّ السَّیْفَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَوْ قَالَ عَلٰی اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب (باب مذکور)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جہنم کے سات دروازے ہیں ان میں ایک دروازہ اس شخص کے لئے ہے جو میری امت پر (ناحق) تلوار سونتے یا یہ فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر (تلوار سونتے)

زندیق کا حکم اور دوسرے فرقوں کا اجمالی تعارف

(۷۰) عَنْ عِکْرَمَةَ قَالَ اُتِیَ عَلِیٌّ بِزَنَادِقَةَ فَاَحْرَقَھُمْ فَبَلَغَ ذَالِکَ

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس

اِبْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقَالَ لَوْ کُنْتُ اَنَا لَمْ اُحْرِقْھُمْ لِنَھْیِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰہِ وَلَقَتَلْتُھُمْ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِیْنَہٗ فَاقْتُلُوْہُ. رواہ البخاری (باب قتل اھل الردۃ والسعاۃ بالفساد مشکوۃ ص/۳۰۷)

زندیقوں کولایا گیا، پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو جلا دیا، یہ خبر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو فرمایا اگر میں ہوتا تو ان کو نہ جلاتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع فرمانے کی وجہ سے کہ اللہ کے عذاب کے ساتھ عذاب مت دو، (یعنی آگ کے ساتھ عذاب دینا اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ خاص ہے کسی اور کو اس کی اجازت نہیں) اور البتہ میں ان کو قتل کرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ''جو اپنے دین (اسلام) کو بدل دے اس کو قتل کردو'' کی وجہ سے۔

ف:۔ زندیق۔ اصل میں ایک قوم مجوس کو کہا جاتا ہے، جو کتاب زندیق کے تابع ہے ہیں، جس کو زردشت مجوس نے بنایا تھا، اور اب زندیق ہر ملحد فی الدین کو کہا جاتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہاں اس سے مراد عبداللہ بن سبا (مذہب روافض کا بانی) کے ساتھیوں کی جماعت ہے، جنہوں نے طلب فتنہ وفساد اور امت میں گمراہی پیدا کرنے کے لئے اسلام ظاہر کیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ کا وہ اقتباس جو انہوں نے علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''شرح مقاصد'' کے حوالہ سے اپنے رسالہ ''تکفیر کے اصول'' میں ذکر فرمایا ہے، نقل کردیا جائے۔ (وھو ھذا)

یہ بات ظاہر ہوچکی کہ کافر اس شخص کا نام ہے، جو مومن نہ ہو، پھر اگر وہ

ظاہر میں ایمان کا مدعی ہوتو اس کو منافق کہیں گے، اور اگر مسلمان ہونے کے بعد کفر میں مبتلاء ہوا ہے تو اس کا نام مرتد رکھا جائے گا، کیونکہ وہ اسلام سے پھر گیا ہے، اور اگر دو یا دو سے زیادہ معبودوں کی پرستش کا قائل ہوتو اس کو مشرک کہا جائے گا، اور اگر ادیان منسوخہ یہودیت وعیسائیت وغیرہ میں سے کسی مذہب کا پابند ہوتو اس کو کتابی کہیں گے، اور اگر عالم کے قدیم ہونے کا قائل ہو، اور تمام واقعات وحوادث کو زمانہ کی طرف منسوب کرتا ہوتو اس کو دہریہ کہا جائے گا، اور اگر وجود باری تعالی ہی کا قائل نہ ہوتو اس کو معطل کہتے ہیں اور اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اقرار اور شعار اسلام نماز روزہ وغیرہ کے اظہار کے ساتھ کچھ ایسے عقائد دلی رکھتا ہو جو بالاتفاق کفر ہیں تو اس کو زندیق کہا جاتا ہے۔ (ترجمہ عبارت شرح مقاصد ص/۲۶۸/۲۶۹ج ۲/)''ومثلہ فی کلیات ابی البقاع ص/۵۵۳،ص/۵۵۴''۔

اس کے بعد حضرت مفتی علام قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

زندیق کی تعریف میں جو عقائد کفریہ کا دل میں رکھنا ذکر کیا گیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مثل منافق کے اپنا عقیدہ ظاہر نہیں کرتا، بلکہ یہ مراد ہے کہ اپنے عقیدہ کفریہ کو ملمع کر کے اسلامی صورت میں ظاہر کرتا ہے۔

كَمَا ذَكَرَهُ الشَّامِيُّ حَيْثُ قَالَ	علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا
فَاِنَّ الزِّنْدِيْقَ يُمَوِّهُ كُفْرَهُ وَيُرَوِّجُ	ہے کہ زندیق اپنے کفر پر ملمع سازی کرتا
عَقِيْدَتَهُ الْفَاسِدَةَ وَيُخْرِجُهَا فِي	ہے اور اپنے عقیدہ فاسدہ کو رائج کرنا

الصُّوْرَةِ الصَّحِيْحَةِ وَهٰذَا مَعْنٰى اِبْطَانِ الْكُفْرِ فَلَا يُنَافِيْ اِظْهَارَهُ الدَّعْوٰى (شامی باب مرتد ص/۴۵ ج/۲)

چاہتا ہے اور اس کو عمدہ صورت میں ظاہر کرتا ہے اور زندیق کی تعریف میں جو یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے کفر کو چھپاتا ہے اس کا یہی مطلب ہے (کہ وہ اپنے کفر کو ایسے عنوان اور صورت میں پیش کرتا ہے جس سے لوگ مغالطہ میں پڑ جائیں،) اس لئے اخفاء کفر اظہار دعویٰ کے منافی نہیں انتہیٰ (تکفیر کے اصول ص/۲۹،۳۰)

ایک گروہ سے متعلق پیشین گوئی

(۱۷) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ حُدَّاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَايُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَاَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ فِيْ قَتْلِهِمْ اَجْراً لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. متفق عليه (باب مذكور ص/۳۰۷)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب اخیر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی جو نوجوان اور کم عقل ہوں گے کلام مخلوق کے بہتر (قرآن پاک) سے کلام کریں گے حالانکہ ان کا ایمان ان کے نرخرہ سے تجاوز نہ کرے گا ، (یعنی ان کی ایمان کی باتیں صرف زبان پر ہوں گی دل میں نہ ہوں گی، یا یہ کنایہ ہے قبول نہ کئے جانے سے کہ ان کی یہ باتیں ان کے اعمال قبول نہ

کئے جائیں گے) وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ (شکار) سے نکل جاتا ہے (یعنی جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے اور اس کے تیزی سے نکل جانے کی وجہ سے خون وغیرہ کا کوئی اثر اس پر نہیں ہوتا، اسی طرح دین کا کوئی اثر ان پر نہ ہوگا،) پس جہاں کہیں تم ان سے ملو ان کو قتل کر ڈالو، اس لئے کہ بلا شبہ ان کے قتل میں قتل کرنے والوں کے لئے قیامت کے روز بڑا اجر ہے۔

ف:۔"من خیر قول البریة" سے مراد قرآن پاک ہے کہ وہ قرآن پاک کو پڑھیں گے اور ان کا وہ پڑھنا زبان زبان پر ہوگا، دل میں نہ ہوگا، جس کی وجہ سے قرآن پاک میں باطل تاویلات کریں گے اس فرقہ کا ظہور خوارج کی شکل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا اور آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو قرآن پاک کو پڑھتے ہیں اور جمہور مفسرین کے خلاف اپنی رائے سے تفسیر کرتے اور باطل تاویلات کر کے قرآن پاک کے صحیح مفہوم کو مسخ کر کے دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں جس سے پورا دین ہی مسخ ہو کر رہ جاتا ہے۔ اعاذنا اللہ منه

"مصابیح" کے نسخوں میں "من خیر قول البریة" کے بجائے "من قول خیر البریة" قول کی تقدیم اور لفظ خیر کی تاخیر کے ساتھ ہے، پس "خیر البریة" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور "قول خیر البریة" سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ ہوں گی۔

آپس میں ایک دوسرے کی گردن مارنے پر وعید

(۷۲) عَنْ جَرِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ لَاتَرْجِعُنَّ بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ. متفق عليه (باب مذكور)

وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا کہ تم میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کی گردنوں کو مارنے لگو۔

ف:۔"يضرب بعضكم رقاب بعض" یہ جملہ مستانفہ ہے، گویا سوال کیا گیا ہے کہ کافر کس طرح ہو سکتے ہیں؟ اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کی گردن کو مارو، مراد یہ ہے کہ یہ کافروں کا سا عمل ہے، یا یہ فعل کفر کے قریب کر دیتا ہے، غور فرمائیں کہ آپس میں قتل وغارت گری، کتنی سخت چیز ہے جو کفر تک پہنچا دیتی ہے۔"اللهم احفظنا منه"

قاتل ومقتول دونوں جہنم میں

(۷۳) عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا الْتَقٰى الْمُسْلِمَانِ حَمَلَ اَحَدُهُمَا عَلٰى اَخِيْهِ السِّلَاحَ فَهُمَا فِيْ جُرُفِ جَهَنَّمَ فَاِذَا قَتَلَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ دَخَلَاهَا جَمِيْعًا وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ اِذَا الْتَقٰى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفِهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب دو مسلمان آپس میں ملیں ان میں سے ایک اپنے بھائی پر ہتھیار اٹھاوے تو وہ دونوں جہنم کے کنارے میں ہیں، پس جب ان میں سے ایک اپنے ساتھی کو قتل کردے گا تو دونوں جہنم میں داخل ہوں گے، اور انہیں سے ایک

الـنَّـارِ قُـلْـتُ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْـمَـقْتُـوْلَ قَـالَ اِنَّـهُ كَانَ حَرِيْصًا عَـلٰـى قَتْلِ صَـاحِبِـهٖ مفتق عليـه (باب مذکور ص ۳۰۷)

روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا جب دومسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے سے ملیں (یعنی دونوں ایک دوسرے پر حملہ کریں،) تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے، میں نے عرض کیا کہ قاتل کا حال تو ظاہر ہے کہ وہ ظالم ہے اس لئے جہنم میں جائے گا، باقی مقتول (تو مظلوم ہے) وہ جہنم میں کیوں جائے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ اپنے ساتھی کے قتل کرنے کا وہ بھی حریص تھا (یعنی اس کا ارادہ بھی قتل کرنے کا تھا، گو اس کو موقع نہ مل سکا، پس یہ بھی ظالم ہوا)

ف:۔ یہ اس وقت ہے جب دونوں میں سے ایک بھی حق پر نہ ہو، اگر ایک حق پر ہو دوسرا باطل پر تو اس صورت میں جہنم میں وہی جائے گا جو باطل پر ہوگا، اور یہ بھی اس صورت میں جب کہ یہ قتل اشتباہ یا تاویل کے طریقہ پر صادر نہ ہوا ہو۔

''اَنَّـهُ كَـانَ حَـرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهٖ'' سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اگر کسی کا اپنے ساتھی کے قتل کا ارادہ نہ ہو صرف اپنے سے دفع کرنا مقصود ہو تو اس صورت میں یہ حکم نہیں ہے، جیسا کہ پہلے صراحۃً حدیث پاک میں گذر چکا ہے۔

مشرکین کے درمیان رہنا

(۷۴) عَـنْ جَـرِيْـرِ بْـنِ عَبْـدِاللّٰهِ رَضِـيَ اللّٰهُ عَـنْـهُ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَـلَّـى اللّٰهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر قبیلہ خثعم کی جانب

اِلٰی خَثْعَمَ فَاعْتَصَمَ نَاسٌ مِنْهُمْ بِالسُّجُوْدِ فَاُسْرِعَ فِیْهِمُ الْقَتْلُ فَبَلَغَ ذَالِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ لَهُمْ بِنِصْفِ الْعَقْلِ وَقَالَ اَنَا بَرِیْءٌ مِنْ کُلِّ مُسْلِمٍ مُقِیْمٍ بَیْنَ اَظْهَرِ الْمُشْرِکِیْنَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ قَالَ لَاتَتَرَأی نَارَاهُمَا. رواه ابوداؤد (مشکوة باب قتل اهل الرد ص/۳۰۸)

بھیجا، پس ان میں سے بہت سے لوگون نے نماز پڑھنے کے ساتھ پناہ پکڑی (یعنی اسلام ظاہر کرنے کے لئے نماز شروع کردی تاکہ ان کو مسلمان سمجھ کر چھوڑ دیا جائے) پس ان کو قتل کرنے میں جلدی کی گئی، (اور تحقیق کئے بغیر انکو اسلامی لشکر نے قتل کر دیا) اس واقعہ کی خبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نصف دیت دیئے جانے کا حکم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکوں کے درمیان مقیم ہو، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اس سے کیوں بیزار ہیں، آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، چاہیئے کہ دونوں ایک دوسرے کی آگ کو نہ دیکھیں، یعنی مسلمانوں کو چاہیئے کہ کم از کم مشرکوں سے اتنی دور رہیں کہ جب وہ آگ جلاویں تو کافر نہ دیکھ سکیں، نہ ان کی آگ مسلمانوں کو نظر آوے۔

تاکہ کافروں کے ساتھ اشتباہ نہ ہو سکے اور آزادی سے اسلام کے احکام کی پابندی کر سکیں، اور مشرکوں کی صحبت بد کے اثرات ونتائج سے بھی حفاظت ہو جائے۔

ف:۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اسلام کا علم ہونے کے بعد نصف دیت کا حکم فرمایا، کل دیت کا حکم نہیں فرمایا چونکہ انہوں نے مشرکوں کے درمیان رہ کر اپنے نفسوں کے قتل پر مدد کی، جیسا کہ خود آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول ''انا بریٔ الخ'' سے اس کی طرف اشارہ فرمایا۔

امت کے درمیان تفریق کرنا

(۷۵) عَنْ اُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا رَجُلٍ خَرَجَ يُفَرِّقُ بَيْنَ اُمَّتِیْ فَاضْرِبُوْا عُنُقَهٗ .رواه النسائی (باب مذکور)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص امام (امیر المؤمنین) پر خروج کرے کہ وہ تفریق کرے، میری امت کے درمیان تو اس کی گردن مارو۔

ف:۔ جو امام پر خروج کرے اولاً اس کو سمجھایا جائے، اگر اس کو کوئی شبہ ہو اس کو دور کیا جائے، پھر بھی اگر نہ مانے تو اس کو قتل کر دیا جائے، معلوم ہوا کہ امت میں تفریق کتنی سخت چیز ہے۔ ''اللھم احفظنا منه''

لوطی کی سزا

(۷۶) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَجَدْتُّمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوْا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهٖ رواه الترمذی وابن ماجه (کتاب الحدود مشکوة ص/۳۱۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو قوم لوط علیہ السلام کا عمل (لواطت) کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔

ف:۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لواطت کا عمل کرنے والے کی سزا حد زنا ہے، اگر شادی شدہ ہو تو سنگ سار کیا جائے گا اور اگر غیر شادی شدہ ہو تو

سو کوڑے مارے جائیں گے اور سال بھر کے لئے جلاوطن کیا جائے گا۔

اور ایک قوم کا مذہب یہ ہے اس کی سزا بہر دو صورت سنگسار ہی ہے، خواہ وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ یہی مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ و امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، دوسرا قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ فاعل و مفعول دونوں کو قتل کیا جائے گا، جیسا کہ اس حدیث پاک کا ظاہر ہے پھر قتل کی کیفیت کے بارے میں بعض نے کہا ہے کہ ان دونوں پر مکان گرا دیا جائے، بعض نے کہا ہے کہ پہاڑ سے ان کو گرا دیا جائے۔

اور امام ابوحنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لواطت میں حد نہیں ہے، نص قطعی نہ ہونے کی وجہ سے تعزیر ہے، جس طرح اور جس قدر امام مناسب و مصلحت خیال کرے سزا دیوے، جو سزا قتل، حبس، جلاوطن وغیرہ مناسب سمجھے۔

جس جانور کے ساتھ بدفعلی کی گئی ہو اس کا اور اس کے ساتھ بد فعلی کرنے والے کا حکم

(۷۷) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰی بَھِیْمَۃً فَاقْتُلُوْھَا مَعَہُ قِیْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَا شَانُ الْبَھِیْمَۃِ قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ذَالِکَ شَیْئًا وَلٰکِنْ اَرَاہُ کَرِہَ اَنْ یُوْکَلَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی جانور سے بدفعلی کرے تو اس کو اور اس کے ساتھ اس جانور کو قتل کردو، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ جانور کو کیوں قتل کا حکم فرمایا حالانکہ اس میں عقل نہیں اور نہ وہ مکلّف ہے، ابن

لَحْمُهَا اَوْ يُنْتَفَعَ بِهَا وَقَدْ فُعِلَ بِهَا ذَالِکَ رواه الترمذی وابوداؤد وابن ماجه (باب مذکور)

عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس بارے میں (اس کی حکمت وعلت کے بارے میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے کچھ نہیں سنا، اور لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گوشت کھائے جانے اور اس سے نفع اٹھائے جانے کو مکروہ جانا جبکہ اس کے ساتھ یہ حرکت کی گئی ہے، (لہذا اس کا قتل کرنا ضروری ہوا،)

ف:۔ ائمہ اربعہ کے نزدیک جانور کے ساتھ بدفعلی کرنے والے کو تعزیر کی جائے گی، قتل یا حبس وغیرہ جو امام مناسب خیال کرے حتمی طور پر قتل ہی اس کی سزا نہیں ہے، حدیث پاک میں قتل کا حکم زجر وتشدید پر محمول ہے۔

اور جانور کے قتل کی یہ حکمت بھی بیان کی گئی ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اس سے کوئی حیوان بصورت انسان یا انسان بصورت حیوان پیدا ہو جائے اور اس کے مالک کو اس جانور کے باقی رکھنے میں رسوائی ہے اس سے بچنے کی وجہ سے قتل کا حکم فرمایا۔ (بذل المجھود ص ۱۵۳/ ج ۵/)

نیز لوگوں میں اس کا چرچہ ہوگا کہ وہ جانور ہے جس کے ساتھ بدفعلی کی گئی، یہ اشاعت فاحشہ ہے جس کی ممانعت قرآن کریم میں ہے، یا جس پر قرآن کریم میں وعید ہے، نیز غذا کے اثرات بھی ضرور پڑتے ہیں، ایسے جانور کو غذا بنانے سے مضر اثرات کا بھی اندیشہ ہے، لہذا مناسب یہ ہے کہ اس جانور کو ذبح کر کے اس کا گوشت جلا کر اس کو دفن کر دیا جائے، تاکہ ''نہ رہے بانس نہ بجے بانسری''۔

لواطت کرنے اور عورت کی دبر میں وطی کرنے کی وعید

(۷۸) عَنْهُ (عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

اللّٰہُ عَـلَیْـہِ وَسَـلَّمَ قَالَ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ عَـزَّ وَجَلَّ اِلٰی رَجُلٍ اَتٰی رَجُلًا اَوْ اِمْرَأَۃً فِـیْ دُبُرِھَا. رواہ الترمذی وقـال ھـذا حدیث حسن غیرب (باب مذکور)

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف جو کسی مرد سے بدفعلی کرے یا عورت سے پچھلے مقام میں بدفعلی کرے نظر رحمت نہیں فرماتے (یا قیامت میں اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائیں گے)

ف:۔معلوم ہوگیا کہ یہ حرکت اللہ تعالیٰ کو کتنی ناپسندیدہ اور کتنی ناراض کرنے والی ہے۔ ''اللھم احفظنا منہ''

مال اچکنے والا

(۷۹) عَـنْ جَـابِـرٍ رَضِـیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَـالَ قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰہِ صَلَّـی اللّٰہُ عَـلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ عَلَی الْمُنْتَھِبَ قَـطْـعٌ وَمَـنْ اِنْتَھَــبَ نَھْبَۃً مَشْھُوْرَۃً فَلَیْسَ مِنَّا. رواہ ابوداؤد .(مشکوۃ باب قطع السرقۃ ص ۳۱۳)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اچکنے والے پر ہاتھ کاٹا جانا نہیں (اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا) اور جو شخص اچک لیوے (کسی کا مال) آشکارا طور پر اچکنا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے، (یعنی ہمارا اتباع کرنے والوں میں سے نہیں ہے۔

ف: مال اچکنا اور لوٹنا اگرچہ چوری کرنے سے (پوشیدہ طور پر کسی کا مال لینے سے) سخت ہے مگر اس میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے سرقہ (چوری کا اسپر اطلاق نہ ہونے کی وجہ سے)

والدین کا نافرمان، جواری، احسان جتانے والا

(۸۰) عَنْـهُ (اَیْ عَبْـدِاللهِ بْـنُ عَـمْـرٍو) رَضِـيَ اللّٰهُ عَـنْـهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْـجَـنَّةَ عَاقٌّ وَلَا قَمَّارٌ وَلَا مَنَّانٌ وَلَا مُـدْمِـنُ خَـمَرٍ. رَوَاهُ الدَّارَمِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ وَلَا وَلَدُ الزَّنِيَّةِ بَدْلُ قَمَّارٍ.
(مشکوۃ باب بیان الخمر ص۳۱۸)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جنت میں (اولاً) نہیں داخل ہوگا والدین کا نافرمان (جبکہ بلا وجہ شرعی ہو) اور جواری اور نہ (فقراء پر صدقہ دے کر) احسان جتانے والا، اور نہ شراب کا عادی، اور ایک روایت میں ولد الزنا ہے قمار کے بجائے (کہ ولد الزنا جنت میں داخل نہ ہوگا)

ف:۔ ولد الزنا میں تاویل کی گئی ہے کہ باپ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی تربیت نہیں ہوتی وہ علم سے محروم ہوتا ہے اس وجہ سے وہ افعال بد کا مرتکب ہوتا ہے، جس کی وجہ سے گرفتار عذاب ہوگا، نیز نطفہ کے محل حرام میں حرام طریقہ پر واقع ہونے کی وجہ سے بھی خباثت مولود میں داخل ہوگی۔

بعض نے یہ تاویل کی ہے کہ ولد الزنا سے مراد زنا کا عادی ہے، جیسے کہ بہادروں کو بنوالحرب اور اولاد مسلمین کو بنوالاسلام کہتے ہیں، ورنہ ولد الزنا کا کوئی جرم نہیں جس پر اسکو عذاب دیا جائے۔

شراب کا عادی والدین کا نافرمان، دیوث

(۸۱) عَنْ اِبْـنِ عُـمَـرَ رَضِـيَ اللّٰهُ عَـنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ قَـالَ ثَـلٰثَةٌ قَـدْ حَـرَّمَ اللّٰهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین شخص ہیں کہ

عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمَرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّيُّوْثُ الَّذِىْ يُقِرُّ فِىْ اَهْلِهِ الْخَبَثَ. رواه احمد والنسائی.(باب مذکور)

اللہ نے ان پر جنت کو(اولا) حرام کردیا ہے(۱) شراب کا عادی (۲) والدین کا نافرمان (۳) دیوث جو اپنے اہل (بیوی، بیٹی یا قرابتی) کے بارے میں خباثت یعنی زنا (یا مقدمات زنا بوس و کنار وغیرہ) کو تجویز کرے، یا برقرار رکھے کہ خود ان سے ایسا کرائے یا ان کو کرتے ہوئے دیکھے اور کچھ انکار نہ کرے اور دوسرے گناہ شراب پینا غسل جنابت کا ترک کرنا بھی اسی حکم میں ہے، کہ اس کو شراب پینے یا غسل جنابت کو ترک کرتے دیکھے اور انکار نہ کرے تو وہ بھی دیوث ہے۔

شراب کا عادی قطع رحمی کرنے والا، جادو کی تصدیق کرنے والا

(۸۲) عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى الاَشْعَرِىْ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ االنَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَةٌ لا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمَرِ وَقَاطِعُ الرَّحَمِ وَمُصَدِّقٌ بِالسَّحْرِ. رواه احمد (باب مذکور)

حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین آدمی (اولاً) جنت میں داخل نہیں ہوں گے (۱) شراب کا عادی (۲) قطع رحمی کرنے والا (۳) جادو کی تصدیق کرنے والا۔

یعنی جادو کے مؤثر بالذات ہونے کی تصدیق و تلقین کرنے والا (چونکہ محض جادو کی تاثیر کے ثبوت کا یقین کرنا تو درست ہے، جیسے اور دوسری اشیاء میں اللہ تعالیٰ نے تاثیر رکھی ہے جادو میں بھی رکھی ہے)

امام کی اطاعت اور مسلمانوں کی جماعت سے نکلنا

(۸۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مَیْتَةً جَاهِلِیَّةً وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَایَةٍ عَمِیَّةٍ یَغْضِبُ بِعَصْبِیَّةٍ اَوْ یَنْصُرُ عَصْبِیَّةً فَقُتِلَ فَقَتْلَةٌ جَاهِلِیَّةٌ وَمَنْ خَرَجَ عَلٰی اُمَّتِیْ بِسَیْفِهٖ یَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا وَلَا یَتَحَاشٰی مِنْ مُؤْمِنِهَا وَلَا یَفِیْ لِذِیْ عَهْدٍ عَهْدَهُ فَلَیْسَ مِنِّیْ وَلَسْتُ مِنْهُ. رواه مسلم. (مشکوة باب الامارة ص/ ۳۱۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص امام کی اطاعت سے نکل جائے اور جماعت مسلمین سے جدا ہوجائے، پھر اسی حالت پر وہ مرجائے تو وہ جاہلیت کی موت مرا، اور اندھا دھند جھنڈے کے نیچے (کہ جس کا حق و باطل ہونا معلوم نہ ہو) قتال کرے درانحالیکہ وہ غصہ ہوتا ہے عصبیت کی وجہ سے (کسی قوم یا کسی جماعت کی ظلم پر حمایت و مدد کرنے کے لئے اعلا کلمۃ اللہ مقصود نہیں) اور لوگوں کو تعصب کے واسطے بلاتا ہے (یعنی رضاء الٰہی یا حق کی نصرت پیش نظر نہیں) یا عصبیت کی مدد کرتا ہے یعنی کسی قوم کی ظلم پر محض عصبیت کی وجہ سے مدد کرتا ہے، پھر وہ قتل کر دیا گیا، تو اس کا قتل جاہلیت کا قتل ہوا، اور جو شخص میری امت پر اپنی تلوار کے ساتھ خروج کرے اور امت کے نیک و بد کو قتل کرے اور مومنین کی بھی پروانہ کرے اور نہ کسی عہد والے کے عہد کو پورا کرے پس وہ مجھ سے نہیں، میں اس سے نہیں، یعنی میں اس سے بیزار ہوں، میرا اس کا کوئی تعلق نہیں۔ ''اللهم احفظنا منه''

اگر دو خلیفہ کے لئے بیعت لی جاوے

(۸۴) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا بُوْيِعَ لِخَلِيْفَتَيْنِ فَاقْتُلُوْا لآخِرَ مِنْهُمَا. (رواہ مسلم مشکوۃ ص ۳۲۰)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب دو خلیفوں کے واسطے بیعت کی جائے تو ان میں اخیر والے کو قتل کردو۔

ف:۔یعنی اس کو سمجھایا جائے تا کہ وہ دست بردار ہوجائے، اس طرح نہ مانے تو اس سے قتال کیا جائے، تا کہ وہ باز آجائے یا مرجائے، اس لئے کہ وہ باغی ہے۔

اور بعض حضرات نے قتل سے اس کی بیعت کا باطل کرنا مراد لیا ہے، بہرحال معلوم ہوگیا کہ مسلمانوں میں باہم افتراق واختلاف کتنا سخت اور اللہ کو کتنا ناپسند ہے۔

امت میں تفریق کرنے والا

(۸۵) عَنْ عَرْفَجَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يُفَرِّقَ اَمْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَهِىَ جَمِيْعٌ فَاضْرِبُوْهُ بِا لسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ. رواہ مسلم (باب مذکور)

حضرت عرفجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عنقریب شر وفساد ہوں گے پس جو شخص اس امت کے امر کو متفرق کرنا چاہے، درانحالیکہ وہ (امر امت کسی ایک امام پر) متفق ہے اس کو تلوار سے قتل کردو کسے باشد۔

ف:۔مطلب یہ ہے کہ طلب امارت کے لئے نوع بنوع کے فتنہ وفساد ہر جہت سے ہونگے

اور امام وہی ہے جس کے لئے اول بیعت کر لی گئی اس کے بعد اگر کوئی دوسرا شخص اپنی بیعت کی طرف بلا کرامت میں تفریق کرنا چاہے درانحالیکہ پہلے امام پر سب متفق ہیں اور وہ اہل بھی ہے تو اس دوسرے شخص کو قتل کر دیا جائے خواہ کیسا ہی اعلیٰ وافضل اور اعلم واشرف اور مستحق امامت کیوں نہ ہو، چونکہ یہ امت میں تفریق کرنا چاہتا ہے، اس سے اندازہ ہو گیا کہ امت میں تفریق کرنا کتنا سخت ہے۔ ''اللّٰھم احفظنا منه''

رعایا کے ساتھ خیانت کرنے والا حاکم

(۸۶) عَنْ مَعْقَلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَامِنْ يَلِيْ رَعِيَّةً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهُمْ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ. متفق عليه (مشکوة ص / ۳۲۱)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی والی وسردار ایسا نہیں ہے جو رعیت کی مسلمانوں میں سے ولایت وسرداری کرے اور پھر اس حالت میں مرے کہ وہ ان کے ساتھ خیانت کرنے والا تھا، مگر اس پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام کر دیتا ہے، (یعنی اوّلاً جنت میں داخل نہ ہو سکے گا، بلکہ سزا پا کر)

رعایا کے ساتھ خیر خواہی نہ کرنے والا حاکم

(۸۷) عَنْهُ (اَیْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَامِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ رعیت

رَعِیَّۃً فَلَمْ یَحُطْھَا بِنَصِیْحَۃٍ اِلَّا لَمْ یَجِدْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ. متفق علیہ (باب مذکور)

کا نگہبان وحاکم بنائیں اور وہ رعیت کے ساتھ کامل خیرخواہی نہ کرے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا(یعنی جب تک اپنے اس جرم کی سزا نہ پالے۔

جماعت سے نکلنے، امیر کی اطاعت نیز ہجرت وجہاد کا حکم

(۸۸) عَنِ الْحَارِثِ الْاَشْعَرِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰمُرُکُمْ بِخَمْسٍ بِالْجَمَاعَۃِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ وَالْھِجْرَۃِ وَالْجِھَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاِنَّہٗ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَۃِ قَیْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِہٖ اِلَّا اَنْ یُرَاجِعَ وَمَنْ دَعَا بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ فَھُوَ مِنْ جُثٰی جَھَنَّمَ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّہٗ مُسْلِمٌ. رواہ احمد والترمذی.(باب مذکور)

حضرت حارث الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تم کو پانچ چیزوں کا حکم کرتا ہوں (۱) جماعت مسلمین کا قول وعمل اور اعتقاد میں اتباع کرنے کا (۲) علماء وامراء کا حکم سننے اور بجا لانے کا (جب کہ خلاف شرع نہ ہو) (۳) ہجرت کرنے کا (۴) اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے کا اور بالتحقیق جو شخص جماعت مسلمین سے بالشت برابر نکلا اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال پھینکی الا یہ کہ وہ رجوع کرلے اور جو شخص جاہلیت کا پکارنا پکارے تو وہ دوزخیوں کی جماعت سے

ہے خواہ وہ روزہ رکھے نماز پڑھے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔

ف:۔ ہجرت سے مراد دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف جانا، اور دارالبدعت سے دارالسنّت کی طرف جانا اور معصیت سے توبہ واستغفار کی طرف جانا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

اَلْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَانَهٰى اللّٰهُ عَنْهُ الخ. مہاجر وہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی تمام چیزوں کو چھوڑ دے۔

"**الجهاد فی سبیل اللّٰه**" اللہ کے دین کو بلند کرنے کیلئے کوشش ومحنت کرنا، ضرورت پڑنے پر کافروں سے قتال کرنا، اور ایک جہاد بالنفس بھی ہے کہ اپنے نفس کو اسکی خواہشات سے روکنا جو ہر وقت ہر مسلمان پر ضروری اور لازم ہے، اسی کو جہاد اکبر فرمایا گیا ہے۔

"**من خرج من الجماعة**" سے مراد یہ ہے کہ جماعت مسلمین کی اتباع سے ان کے طریق کی اتباع کرنے سے نکلا اور سنت کو چھوڑ کر بدعت اختیار کی۔

"**فقد خلع ربقة الاسلام**" تو اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال دی، اس نے اسلام کا عہد اور ذمہ توڑ دیا۔

"**من دعا بدعوی الجاهلية**" اس سے مراد یا تو وہ شخص ہے جو لوگوں کو جہالت کے طریقوں، عادتوں اور رسم ورواج کی طرف بلاوے۔

بعض نے بیان کیا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں جب دشمن کسی پر غالب آجاتا تھا تو بآواز بلند "یا آل فلاں" "یا آل فلاں" کہکر مدد کے لئے پکارتے تھے لوگ اس کی مدد کی طرف دوڑتے تھے، خواہ وہ ظالم ہوتا یا مظلوم، اس کی مخالفت مقصود ہے۔ **واللّٰه سبحانه تعالىٰ اعلم.**

چودھراہٹ

(۸۹) عَنْ غَالِبِ الْقَطَّانِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعِرَافَةَ حَقٌّ وَلَابُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ عُرُفَاءَ لٰکِنَّ الْعُرُفَاءَ فِی النَّارِ. رواه ابوداؤد، (باب مذکور)

غالب قطان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے روایت کی اس نے اپنے باپ سے روایت کی اس نے اپنے دادا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چودھراہٹ حق ہے اور لوگوں کے لئے ضروری ہے (کہ اس کے بغیر بہت سے امور انجام نہیں پاتے) لیکن چودھری جہنم میں ہیں یعنی اکثر چودھری چودھراہٹ کا حق ادا نہ کرنے اور عدل وانصاف کی رعایت نہ کرنے کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے، اس لئے اس کے طلب کرنے سے احتراز ضروری ہے اور اگر بلا طلب من جانب اللہ ملتی ہے تو پھر من جانب اللہ مدد بھی ہوتی ہے، کہ وہ حق وانصاف کی رعایت کرے، لہذا ان کا یہ حکم نہیں مگر آج تو ان چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے کتنی کوششیں کی جاتی ہیں کتنے ناجائز طریقے اختیار کئے جاتے ہیں اور کتنا پیسہ برباد کیا جاتا ہے۔

سفہاء کی امارت اور ان کی اعانت

عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُعِیْذُکَ بِاللّٰهِ مِن اِمَارَةِ السُّفَهَآءِ قَالَ وَمَا ذَاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اُمَرَآءُ سَیَکُوْنُوْنَ

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تجھے احمقوں کی امارت سے (ان کے عمل سے یا ان کے پاس جانے سے) اللہ کی پناہ میں

مِنْ بَعْدِیْ مَنْ دَخَلَ عَلَیْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَاَعَانَهُمْ عَلٰی ظُلْمِهِمْ فَلَیْسُوْ امِنِّی وَلَسْتُ مِنْهُمْ وَلَنْ یَرِدُوْا عَلَیَّ الْحَوْضَ وَمَنْ لَمْ یَدْخُلْ عَلَیْهِمْ وَلَمْ یُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ یُعِنْهُمْ عَلٰی ظُلْمِهِمْ فَاُوْلٰئِكَ مِنِّی وَاَنَا مِنْهُمْ اُوْلٰئِكَ یَرِدُوْنَ عَلَیَّ الْحَوْضَ. رواه الترمذی والنسائی (مشکوۃ کتاب الامارۃ ص ر ۳۲۲)

دیتا ہوں حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ احمقوں کی سرداری کب ہوگی اور وہ کون لوگ ہوں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ امراء میرے بعد ہوں گے (جو احمق وکاذب اور ظالم ہوں گے) جو شخص ان کے پاس جاوے اور ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے اور ان کی) قولاً وعملاً) ان کے ظلم پر مدد کرے تو وہ مجھ سے نہیں میں ان سے نہیں (یعنی میرا ان کا کوئی تعلق نہیں) اور وہ میرے پاس حوض کوثر پر نہ آسکیں گے "اللّٰهم احفظنامنه" اور جو شخص ان کے پاس نہ جائے، ان کے جھوٹ کی تصدیق نہ کرے ان کی ان کے ظلم پر (کسی طرح) مدد نہ کرے پس وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، (وہ میرے، میں ان کا) وہ میرے پاس حوض کوثر پر آئیں گے اور آب کوثر پیارے آقا سید المرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے پئیں گے، یہ کیا ہی مر مٹنے کی چیز ہے۔ "اللّٰهم اجعلنا منهم"

ٹیکس وصولی کرنے والا

(۱۹۱) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَایَدْخُلُ الْجَنَّةَ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (خلاف

صَاحِبُ مَكْسٍ يَعْنِي الَّذِيْ يَعْشِرُ النَّاسَ. (باب مذکور)

شرع) محصول (ٹیکس) وصول کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا (یعنی بغیر سزا پائے ہوئے داخل نہ ہوگا سزا پا کر داخل ہوگا)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب کون ہے؟ مبغوض کون؟

(۹۲) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَقْرَبَهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا اِمَامٌ عَادِلٌ وَاِنَّ اَبْغَضَ النَّاسَ اِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَشَدَّهُمْ عَذَاباً وَفِيْ رِوَايَةٍ وَاَبْعَدَهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا اِمَامٌ جَائِرٌ. رواه الترمذی وقال هذا حدیث حسن غریب، (باب مذکور)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب اللہ تعالی کے نزدیک قیامت کے دن اور لوگوں میں سب سے زیادہ مقرب اللہ تعالیٰ کے نزدیک امام عادل ہوگا، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ مبغوض قیامت کے روز اور سب سے زیادہ عذاب دیا جانے والا اور ایک روایت میں ہے سب سے زیادہ دور مجلس کے اعتبار سے امام ظالم ہوگا۔ ''اعاذنا الله منه''

حاکم کا ضرورتمندوں سے دروازہ بند کرنا

(۹۳) عَنْ اَبِيْ الشَّمَاخِ الْاَزْدِيْ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ عَنْ اِبْنِ عَمٍّ لَهُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت ابوشماخ الازدی رحمۃ اللہ علیہ اپنے چچا کے بیٹے سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے روایت

وَسَلَّمَ اَنَّهُ اَتٰى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ وُلِّيَ مِنْ اَمْرِ النَّاسِ شَيْئًا ثُمَّ اَغْلَقَ بَابَهٗ دُوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَوِ الْمَظْلُوْمِ اَوْ ذِي الْحَاجَةِ اَغْلَقَ اللّٰهُ دُوْنَهٗ اَبْوَابَ رَحْمَتِهٖ عِنْدَ حَاجَتِهٖ وَفَقْرِهٖ اَفْقَرَ مَا يَكُوْنُ اِلَيْهِ. (مشکوۃ ص ۳۲۴)

کرتے ہیں کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص کو لوگوں کے امر میں سے کسی چیز کا ولی بنایا گیا، پھر وہ مسلمین مظلوم، ضرورتمندوں پر اپنا دروازہ بند کرلے (جس سے وہ اس کے پاس جا کر اپنی حاجت بیان نہ کرسکیں، اور وہ ان کی حاجت روائی نہ کرے) تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت کے دروازے (دنیا میں یا آخرت میں) اس کی شدت احتیاج اور محتاجگی کی وقت بند فرمادیں گے۔ "اعاذنا الله منه"

قاضی کی تین قسم

(۹۴) عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْقُضَاةُ ثَلٰثَةٌ وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِي النَّارِ فَاَمَّا الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضٰى بِهٖ وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ قَضٰى لِلنَّاسِ عَلٰى جَهْلٍ فَهُوَ

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں ان میں سے ایک تو جنت میں اور دو جہنم میں جائیں گے، جنت میں جانے والا وہ ہے جس نے حق کو پہچانا (کہ کس جانب ہے) اور اس کے موافق فیصلہ کیا اور وہ شخص جس

فِی النَّارِ . رواه ابوداؤد وابن ماجه، (باب مذکور)

نے حق کو پہچانا (کہ کس جانب ہے) اور پھر حکم میں ناانصافی کی (یعنی دیدہ ودانستہ حق تلفی اور ظلم کیا) تو وہ جہنم میں جائے گا، اور (تیسرا) وہ شخص ہے جس نے بر بناء جہل فیصلہ کیا (یعنی اس نے حق کو نہیں پہچانا کہ کس جانب ہے اور فیصلہ کر دیا) تو یہ بھی جہنم میں جائے گا، (چونکہ اس نے حق دریافت کرنے اور حقدار کو حق پہنچانے میں کوتاہی کی)۔

قضاء طلب کرنا

(۹۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ قَضَاءَ الْمُسْلِمِیْنَ حَتّٰی یَنَالَهُ ثُمَّ غَلَبَ عَدْلُهُ جَوْرَهُ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ غَلَبَ جَوْرُهُ عَدْلَهُ فَلَهُ النَّارُ. رواه ابوداؤد ،(باب مذکور)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص عہدہ قضا طلب کرے اور اس کو حاصل بھی کرلے، پھر اگر اس کا عدل وانصاف ظلم پر غالب آجائے تو اس کے لئے جنت ہے اور اگر اس کا ظلم عدل پر غالب آجائے تو اس کے لئے جہنم ہے۔

ف:۔ بظاہر تو یہی ہے کہ غلبۂ عدل اور غلبۂ ظلم سے کثرت مراد ہے، کہ ایک دوسرے سے زیادہ ہو، لیکن علماء محققین نے بیان فرمایا ہے کہ غلبہ سے مراد دونوں حالتوں میں یہ ہے کہ ایک اتنا غالب اور قوی ہو کہ دوسرے کے وجود سے ہی مانع ہو کہ عدل اتنا قوی ہو کہ ظلم وجود میں نہ آئے اور ظلم اتنا قوی ہو کہ عدل وجود میں نہ آئے ''کذا قال التور پشتی''

اللہ کے مال میں ناحق تصرف کرنا

(۹۶) عَنْ خَوْلَةَ الْاَنْصَارِيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رِجَالًا يَتَخَوَّضُوْنَ فِيْ مَالِ اللهِ بِغَيْرِ حَقٍ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. رواه البخاری (مشکوة باب رزق الولاة وهداياهم ص/۳۲۵)

حضرت خولة الانصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک بہت سے آدمی اللہ تعالیٰ کے مال میں ناحق تصرف کرتے ہیں (یعنی بیت المال یا زکوۃ اور غنیمت میں امام المسلمین کی اجازت کے بغیر تصرف کرتے ہیں، اور اپنے حق اور اپنی اجرت سے زیادہ لیتے ہیں) تو ان کے واسطے آگ ہے قیامت کے دن۔

ف:۔اسی کو قرآن پاک میں بیان فرمایا گیا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا.

بلا شبہ جو لوگ یتیموں کا مال بلا استحقاق کھاتے ہیں، اور کچھ نہیں اپنے شکم میں آگ بھر رہے ہیں، اور عنقریب جلتی آگ میں داخل ہوں گے (بیان القرآن)۔

یمین صبر کے ساتھ قسم کھانا

(۹۷) عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ يَقْتَطِعُ بِهَا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قسم کھاوے یمین صبر کے ساتھ حالانکہ وہ اس میں

مَـالَ اِمْـرَئٍ مُسْـلِمٍ لَقِیَ اللّٰہَ یَوْمَ الْـقِیَـامَةِ وَھُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَـصْـدِیْـقَ ذٰالِکَ اِنَّ الَّـذِیْـنَ یَشْتَـرُوْنَ بِـعَهْدِاللّٰہِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَـلِیْلًا اِلٰی اٰخِرِ الآیَةُ. مفتق علیه، مشکوۃ ص/۳۲۶

جھوٹا ہے تا کہ اس قسم کے ذریعہ ایک مسلمان کا مال حاصل کرے تو وہ قیامت میں اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت ناراض ہوں گے، پس اس کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے، ''یقیناً جولوگ معاوضہ حقیر لے لیتے ہیں، بمقابلہ اس عہد کے جو اللہ تعالیٰ سے کیا ہے، اور اپنی قسموں کے ان لوگوں کو کچھ حصہ آخرت میں نہ ملے گا اور نہ خدا تعالیٰ ان سے کلام فرمائیں گے اور نہ ان کی طرف دیکھیں گے قیامت کے روز اور نہ ان کو پاک کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا'' (بیان القرآن)

ف:۔''یـمین صبر''صبر کے معنیٰ حبس اور لزوم کے ہیں، یمین صبر یہ ہے کہ حاکم کسی کو محبوس کردے اور اس قسم کو اس پر لازم کردے، کہ یہ جب تک یہ قسم نہ کھائے گا، رہا نہ کیا جائے گا۔''اللھم احفظنا منه''

قسم کھا کر مسلمان کا مال لینے والا

(۹۸) عَـنْ اَبِـیْ اُمَـامَةَ رَضِـیَ اللّٰہُ عَـنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اِقْتَطَعَ حَقَّ امْرَئٍ مُسْـلِمٍ بِیَـمِیْـنِهٖ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰہُ لَهُ الـنَّـارَ وَحَـرَّمَ عَـلَیْـهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهُ رَجُـلٌ وَاِنْ کَـانَ شَیْـئًـا یَسِیْرًا یَا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنی قسم کے ذریعہ کسی مسلمان کے حق کو لیوے تو بیشک اللہ تعالیٰ نے واجب کردیا اس کے لئے جہنم کو اور حرام کردیا اس پر

رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَاِنْ کَانَ قَضِیْبًا مِنْ اِرَاکَ. رواہ مسلم (باب مذکور)

جنت کو (یعنی سزا پانے تک) ایک شخص نے عرض کیا اگر چہ وہ حق معمولی چیز ہو یا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)، ارشاد فرمایا اگر چہ وہ (درخت) پیلو کا ایک ٹکڑا یعنی مسواک ہی ہو۔

ناحق جھگڑنے والے کے حق میں وعید

(۹۹) عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَی اللّٰہِ اَلْاَلَدُّ الْخَصِمُ. متفق علیہ (باب مذکور)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بلا شبہ لوگوں میں مبغوض ترین اللہ تعالیٰ کے نزدیک (ناحق) سخت جھگڑنے والا ہے، "اعاذ نااللہ منہ"

کسی ایسے کمال کا دعویٰ کرنا جو اس میں نہ ہو

(۱۰۰) عَنْ اَبِیْ ذَرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اِدَّعٰی مَا لَیْسَ لَہٗ فَلَیْسَ مِنَّا وَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ. رواہ مسلم (باب مذکور)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جو ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اس کے لئے نہیں ہے (مثلاً کسی ایسے کمال و ہنر کا دعویٰ جو اس میں نہیں ہے) چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔"اعاذنااللہ منہ"

تیر اندازی سیکھ کر چھوڑ دینا

(۱۰۱) عَنْہُ (عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رضی

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ عَلِمَ الرَّمِیْ ثُمَّ تَرَکَہٗ فَلَیْسَ مِنَّا وَقَدْ عَصٰی. رواہ مسلم (مشکوۃ باب المداوالۃ الجھاد ص/۳۳۶)

سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس نے تیر اندازی کو سیکھا پھر اس کو چھوڑ دیا پس وہ ہم میں سے نہیں (ہمارا اتباع کرنے والوں میں سے) نہیں اس نے نافرمانی کی۔

ف:۔ ہر وہ چیز جو جہاد میں کام آ سکتی ہے وہ اسی حکم میں داخل ہے، مثلا اس زمانہ میں بندوق وغیرہ کا نشانہ سیکھ کر چھوڑ دینا۔

مدعم کے خیانت کرنے کی سزا

(۱۰۲) عَنْہُ اَیْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَھْدیٰ رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غُلَامًا یُقَالَ لَہٗ مِدْعَمْ فَبَیْنَمَا مِدْعَمْ یَحُطُّ رِحْلًا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْاَصَابَہٗ سَھْمٌ عَائِرٌ فَقَتَلَہٗ فَقَالَ النَّاسُ ھَنِیْئًا لَہُ الْجَنَّۃَ فَقَال رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَلَّا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ الشِمْلَۃَ الَّتِیْ اَخَذَھَا یَوْمَ خَیْبَرَ مِنَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ کسی شخص نے ایک غلام جسے مدعم کہا جاتا تھا، آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدیہ بھیجا اس درمیان میں کہ مدعم آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ اتار رہا تھا، اچانک اس کو ایک تیر آ کر لگا جس کے پھینکنے والا معلوم نہ تھا جس نے اس کو قتل کر دیا، لوگوں نے کہا اسے جنت مبارک ہو، پس رسول کریم صلی

الْـمَغَـانِـمِ لَـمْ تُـصِبْهَـا الْمَقَـاسِمُ لَتَشْتَـعِلُ عَـلَيْـهِ نَـارًا فَـلَمَّا سَمِعَ ذٰلِکَ النَّاسُ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاکٍ اَوْ شِـرَاکَيْـنِ اِلٰـى الـنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شِرَاکٌ مِنْ نَارٍ اَوْ شِـرَاكَـانِ مِـنْ نَـارٍ. متفق عليه (مشكوة ص/ ۳۴۹)

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہرگز نہیں بے شک وہ چادر جو اس نے خیبر کے دن مال غنیمت سے تقسیم سے پہلے لی تھی، وہ اس پر آگ ہوکر شعلہ مارتی ہے، جب لوگوں نے یہ وعید شدید سنی تو ایک شخص ایک تسمہ یا دو تسمے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ آگ کا ایک تسمہ ہے یا دو تسمہ ہیں، (یعنی بغیر تقسیم کے مال غنیمت میں سے ان کا لے لینا بھی موجب عذاب ہے)

ف:۔ اس حدیث پاک سے خیانت کرنے کی مذمت اور وعید شدید ہے، اور مال غنیمت میں تقسیم سے قبل عام مسلمانوں کے حقوق متعلق ہوتے ہیں اسی طرح مدارس یا مساجد یا اوقاف وغیرہ کے اموال میں بھی عام مسلمانوں کے حقوق متعلق ہوتے ہیں، پس ان میں خیانت کرنا بھی اسی حکم میں ہے۔ (اعاذنا الله منه) "والله سبحانه تعالى اعلم"

معاہد پر ظلم کرنا

(۱۰۳) عَـنْ صَـفْـوَانَ بْنِ مُسْلِمٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ اَبْنَاءِ اَصْـحَـابِ رَسُـوْلِ اللّٰهِ صَلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اٰبَائِهِمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا

حضرت صفوان رحمۃ اللہ علیہ بن مسلم صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے متعدد بیٹوں سے وہ اپنے باپوں سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَوِانْتَقَصَهُ اَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهٖ اَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ فَاَنَّا حَجِيْجَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. رواه ابو داؤد (مشكوة باب الصلح ص/۳۵۴)

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، خبردار جو کسی معاہد (ذمی یا مستأمن) پر ظلم کرے یا اس کے حق کو کم کرے یا اس کی طاقت سے زیادہ اس کو تکلیف دے (مثلاً ذمی سے طاقت سے زیادہ جزیہ لیوے یا حربی مستأمن سے اس کے مال تجارت سے عشر سے زیادہ لیوے) یا لیوے (ان سے یا دوسروں سے) کچھ طیب نفس (دل کی خوشی) کے بغیر پس میں اس کی جانب سے دعویدار ہوں گا قیامت کے روز۔

ف:۔اور جب سید المرسلین حبیب رب العالمین (فداہ ابی وامی) صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف سے دعویدار ہوں گے تو پھر کہاں ٹھکانہ ہے۔"اعاذنا الله منه"

ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے پر وعید

(۱۰۴) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهُ بَطَرًا . متفق عليه (مشكوة ص/۳۷۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائیں گے جو اپنا تہبند وغیرہ (ٹخنوں سے) نیچے لٹکاتا ہے، اکڑنے اور تکبر کرنے کی وجہ سے۔

ف:۔ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے کی سخت مذمت معلوم ہوگئی (اللّٰهم احفظنا منه)

"بـــطـــرا" کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر کسی عذر کی وجہ سے ایسا ہو جائے تو پھر یہ

مذمت نہیں ہے، مگر جن لوگوں پر حدیث پاک میں اتنی سخت وعید ہو ان کے ساتھ تشبہ سے بھی پرہیز لازم ہے۔

مونچھ نہ کٹوانے پر وعید

(۱۰۵) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يَاْخُذْ مِنْ شَارِبِهٖ فَلَيْسَ مِنَّا. رواه احمد والترمذی والنسائی (مشکوۃ باب الترجل ص / ۳۸۱)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنی لبیں (مونچھیں) نہ لیوے (نہ کاٹے) وہ ہم میں سے نہیں، (ہمارا اتباع کرنے والوں میں سے نہیں)

تصویر بنانے والا

(۱۰۶) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهٗ لِكُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَيُعَذِّبُهٗ فِي جَهَنَّمَ قَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاِنْ كُنْتَ لَابُدَّ فَاعِلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَا رُوْحَ فِيْهِ. متفق علیہ (مشکوۃ بالتصاویر ص / ۳۸۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر مصور (تصویر بنانے والا) جہنم میں جائے گا، ہر اس تصویر کے مقابلے میں جو اس نے بنائی ہے ایک نفس اس (مصور) کے لئے بنا دیا جائے گا، جو اس کو جہنم میں عذاب دے گا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

نے فرمایا پس اگر تو بنانے والا ہی ہے تو درخت اور ان چیزوں کی تصویر بنا جس میں روح نہیں ہوتی (معلوم ہوا بے جان چیزوں کی تصویر بنانا درست ہے)

جبار عنید، مشرک، مصور کے حق میں وعید

(۱۰۷) عَنْهُ (اَیْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ) رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَهَا عَیْنَانِ تَبْصُرَانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ یَنْطِقُ یَقُوْلُ اِنِّیْ وُکِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ لِکُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ وَکُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَبِالْمُصَوِّرِیْنَ. رواہ الترمذی (مشکوۃ باب التصاویر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن جہنم سے ایک گردن نکلے گی (یعنی آگ کا ٹکڑا جو مثل گردن کے ہوگا) کہ اس کے دیکھنے والی دو آنکھیں ہوں گی اور سننے والے دو کان ہوں گے اور بولنے والی زبان ہوگی، وہ یوں کہے گی کہ میں تین قسم کے لوگوں پر مقرر کی گئی ہوں (کہ ان کو جہنم میں داخل کروں اور عذاب دوں (ایک تو) ہر متکبر (اور حق سے) عناد کرنے والے پر (جو عناد کی وجہ سے حق کو قبول نہ کرے) (دوسرے) ہر اس شخص پر جو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ کے ساتھ اور کسی معبود (باطل بت وغیرہ) کی عبادت کرے (تیسرے) تصویر بنانے والوں پر "اللهم احفظنا منه"

نبی کا قاتل، نبی کا مقتول، مصور، عالم بے عمل کے حق میں وعید

(۱۰۸) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا بے شک لوگوں میں

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامِةِ مَنْ قَتَلَ نَبِيًّا اَوْ قَتَلَهُ نَبِيٌّ اَوْ قَتَلَ اَحَدَ وَالِدَيْهِ وَالْمُصَوِّرُوْنَ وَعَالِمٌ لَمْ يَنْتَفِعْ بِعِلْمِهٖ. (مشکوۃ باب التصاویر ص/۳۸۸)

قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب دیئے جانے والے (یہ ہوں گے) (۱) جو کسی نبی کو قتل کرے (۲) یا اس کو نبی (جہاد فی سبیل اللہ میں) قتل کر دے (۳) یا اپنے والدین میں سے کسی ایک کو قتل کرے (۴) اور تصویر بنانے والا (۵) اور عالم جو اپنے عمل سے نفع نہ اٹھائے، یعنی علم کے موافق عمل نہ کرے، چونکہ جس علم پر عمل نہ کیا جائے وہ غیر نافع ہے، اسی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے، ارشاد فرمایا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ الخ.

اے اللہ میں تجھ سے علم غیر نافع سے پناہ چاہتا ہوں۔

اور جو علم عمل پر آمادہ کرے یعنی جس علم پر عمل کیا جائے وہ علم نافع ہے وہ مطلوب ہے اسی کو طلب کرنے کا حکم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ رَبِّي زِدْنِيْ عِلْمًا. میرے پروردگار مجھے علم میں اور ترقی عطا فرما (آسان ترجمہ)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی دعا فرمائی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا الحديث

اے اللہ میں تجھ سے علم نافع مانگتا ہوں۔

جو فضائل علم کے احادیث میں بیان کئے گئے ہیں وہ اسی علم نافع کے ہیں۔

"اللهم ارزقنا منه"

ف:۔ علم کے نافع ہونے کے لئے چار چیزیں بہت ضروری ہیں (۱) فہم صحیح (۲) یقین کامل (۳) عزم قوی (۴) مجاہدہ قاہرہ۔

فہم صحیح حاصل ہوتا ہے جب کہ غباوت نہ ہو اور غوایت نہ ہو، غباوت کے معنی کم فہمی اور غوایت کے معنی کج فہمی اور جس طرح فہم صحیح کے لئے آدمی وقت خرچ کرتا ہے قربانی دیتا ہے اسی طرح یقین کامل عزم قوی مجاہدہ قاہرہ کے لئے بھی مستقل محنت کرنے اور وقت خرچ کرنے کی ضرورت ہے مشائخ کاملین کی صحبت میں رہ کران کے حصول کی جدوجہد کرے۔

تشبہ بالغیر کا حکم اور اس کی تحقیق

(۱۰۹) عَنْ عَمَرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا لَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارىٰ فَاِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ اَلْاِشَارَةُ بِالْاَصَابِعِ وَتَسْلِيْمَ النَّصَارىٰ اَلْاِشَارَةُ بِالْاَكُفِّ. رواہ الترمذی وقال اسنادہ ضعیف (مشکوۃ باب السلام ص / ۳۹۹)

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ یعنی شعیب سے اور وہ اپنے دادا (یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو ہمارے غیر (یعنی غیر ملت والوں سے) مشابہت اختیار کرے وہ ہم میں سے نہیں تم (اے مسلمانوں) یہود کی مشابہت اختیار مت کرو نہ نصاریٰ کی پس تحقیق یہودیوں کا سلام کرنا انگلیوں سے اشارہ کرنا ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلوں سے اشارہ کرنا ہے۔

(یعنی سلام میں بھی ان کی مشابہت اختیار مت کرو، جیسے ان کے اور مذہبی شعائر میں مشابہت اختیار کرنا ناجائز ہے اسی طرح ان کی عام وضع وہیئت، شکل وصورت میں مشابہت اختیار کرنا بھی ممنوع ہے)

ف:۔ تشبہ کے مسئلے میں چونکہ اس زمانہ میں شدید ابتلاء ہے اور بعض اس کی حقیقت کو نہ پہچاننے کی وجہ سے مداہنت (کہ کسی امر میں بھی تشبہ کو ناجائز سمجھتے ہیں) اور بعض غلو سے کام لیتے ہیں کہ جن امور میں تشبہ ممنوع نہیں ان میں بھی ممنوع سمجھتے ہیں، اس لئے ضروری ہوا کہ اس مسئلہ کی قدرے وضاحت کردی جائے، حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب قدس سرہ نے ''حیات المسلمین'' میں اس کو بیان کیا ہے، وہیں سے بقدر ضرورت نقل کرتا ہوں، فرماتے ہیں۔

امتیاز قومی[۱]، (یعنی اپنا لباس اپنی وضع اپنی بول چال اپنا برتاؤ وغیرہ غیر مذہب والوں سے الگ رکھنا) دوسری قوموں کی وضع وعادت بلا ضرورت اختیار کرنے کو شریعت نے منع کیا ہے، پھر ان میں بعض چیزیں تو ایسی ہیں کہ اگر دوسری قوموں سے ان کی خصوصیت نہ بھی رہے تب بھی گناہ رہیں گے، جیسے ڈاڑھی منڈانا یا حد سے باہر کترانا یا گھٹنوں سے اونچا پائجامہ یا جانگیہ پہننا کہ ہر حال میں ناجائز ہے،[۲] اور اگر اس کے ساتھ شرعی وضع کو حقیر سمجھے یا اس کی برائی کرے تو پھر گناہ سے گذر کر کفر ہوجائے گا، اور بعض چیزیں ایسی ہیں کہ اگر دوسری قوموں سے اس کی خصوصیت نہ رہے تو گناہ نہ رہیں گی، اور خصوصیت نہ رہنے کی پہچان یہ ہے کہ ان چیزوں کے دیکھنے سے عام لوگوں کے ذہن میں یہ کھٹک نہ ہو کہ یہ وضع قطع فلانے لوگوں کی ہے جیسے انگرکھا یا اچکن پہننا، مگر جب تک یہ خصوصیت ہے اس وقت تک منع کیا جاوے گا، جیسے ہمارے ملک میں کوٹ پتلون پہننا، یا گرگابی پہننا یا دھوتی باندھنا یا

---

[۱] وملقب بلسان الشرع بمسئلہ التشبہ ۱۲ [۲] فالتشبہ حکمة النھی عنھا لاعلة ۱۲

عورتوں کو لہنگا پہننا، پھر ایسی چیزوں میں جو چیزیں دوسری قوموں کی محض قومی وضع ہیں جیسے کوٹ پتلون وغیرہ یا قومی وضع کی طرح ان کی عام عادت ہے، جیسے میز کرسی پر یا چھری کانٹے سے کھانا، اس کے اختیار کرنے سے تو صرف گناہ ہی ہوگا کہیں کم کہیں زیادہ،[1] اور جو چیزیں دوسری قوموں کی مذہبی وضع ہیں ان کا اختیار کرنا کفر ہوگا، جیسے صلیب لٹکا لینا یا سر پر چوٹی رکھ لینا یا جنیئو باندھ لینا یا ماتھے پر قشقہ لگا لینا یا جے پکارنا وغیرہ۔

اور جو چیزیں دوسری قوموں کی نہ قومی وضع ہیں نہ مذہبی وضع ہیں، گو ان کی ایجاد ہوں اور عام ضرورت کی چیزیں ہیں، جیسے دیا سلائی یا گھڑی یا کوئی حلال دوا، یا مختلف سواریاں یا ضرورت کے بعض نئے آلات جیسے ٹیلی گراف یا ٹیلی فون یا نئے ہتھیار یا نئی ورزشیں جن کا بدل ہماری قوم میں نہ ہو ان کا برتنا جائز ہے نہ کہ گانے بجانے کی چیزیں جیسے گراموفون یا ہارمونیم وغیرہ، مگر ان جائز چیزوں کی تفصیل اپنی عقل سے نہ کریں، بلکہ علماء سے پوچھ لیں، اور مسلمانوں میں جو فاسق یا بدعتی ہیں خواہ وہ بدعتی دین کے رنگ میں ہوں خواہ دنیا کے رنگ میں ہوں ان کی وضع اختیار کرنا بھی گناہ ہے، گو کافروں کی وضع سے کم ہے، پھر ان سب ناجائز وضعوں اگر پوری وضع بنائی زیادہ گناہ ہوگا، اگر ادھوری بنائی اس سے کم ہوگا، اس سے یہ بھی سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ یہ مسئلہ جس طرح شرعی ہے اسی طرح عقلی بھی ہے کیونکہ مرد کے لئے زنانہ وضع

[1] اور جب ان چیزوں میں خصوصیت نہ رہے تو گناہ بھی نہ ہوگا ۱۲

بنانے کو ہر شخص عقل سے بھی برا سمجھتا ہے، حالانکہ دونوں مسلمان اور صالح ہیں تو جہاں مسلمان اور کافر کا فرق ہو یا صالح وفاسق کا فرق ہو وہاں کافر یا فاسق کی وضع بنانے کو کس کی عقل اجازت دے سکتی ہے۔ الخ (حیات المسلمین ص/۳۲۷ تا ص/۳۲۹)

جو اپنے سامنے لوگوں کے کھڑے ہونے کو پسند کرے

(۱۱۰) عَنْ مُعَاوِيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّاَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَاماً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. رواه الترمذی وابوداؤد (مشکوة باب القیام ص/۴۰۳)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے واسطے لوگوں کے کھڑے ہونے سے خوش ہوتو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

ف:۔ یہ وعید اس وقت ہے جب کہ وہ تکبر کی وجہ سے یہ خواہش کرے اور اگر اس کی خواہش کے بغیر کوئی کھڑا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں، جیسا کہ ''درمختار'' میں ہے۔

کسی کے سامنے کھڑے ہونے کا حکم

وفی الوهبائية يجوز بل يندب القيام تعظيما للقادم (شامی ص/۲۴۶ ج/۵)

اور ''وہبانیہ'' میں ہے کہ جائز بلکہ آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا مندوب (مستحب) ہے۔

بے منڈیر کی چھت پر سونا

(۱۱۱)عَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ لَيْسَ عَلَيْهِ حِجَابٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ حِجَارٌ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدُ وَفِيْ مَعَالِمِ السُّنَنْ لِلْخَطَّابِيْ حِجىً[1] (ص/۴۰۴)

حضرت علی بن شیبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ایسے مکان کی چھت پر رات گذارے (سووے) جس پر کوئی رکاوٹ (منڈیر وغیرہ) نہ ہوتو اس سے ذمہ بری ہو گیا۔

ف:۔ چونکہ اس نے اپنے آپ کو خود ہلاکت کے خطرہ میں ڈالا اسلئے اس کی حفاظت کا ذمہ بری ہو گیا یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی حفاظت کو اپنی مہربانی کی وجہ سے جو اپنے ذمہ لے لیا ہے اور اسکے لئے ملائکہ اور اسباب پیدا کئے ہیں تو جو شخص ایسی چھت پر جس پر گرنے سے رکاوٹ نہ ہو سوتا ہے تو چونکہ اس نے خود اسباب حفاظت ترک کر کے اپنے آپ کو ہلاکت کے خطرہ میں ڈال دیا اسلئے اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا ذمہ اس سے بری ہو جاتا ہے۔

[1] حجاب، حجار، حجی، یہ تین لفظ روایتوں میں آئے ہیں تینوں کی مراد ایک ہی ہے ''حجاب'' کے معنی پردہ رکاوٹ اور ''حجار'' کے کسرہ کے ساتھ حجر بکسر الحاء کی جمع ہے جس کے معنی مانع کے ہیں اور حجی بکسر الحاء بمعنی عقل، چونکہ عقل برے کاموں سے روکتی ہے اس لئے عقل کے ساتھ تشبیہ دی اور حجیً بفتح الحاء بمعنی جانب و کنارہ، چونکہ دیوار وغیرہ ایک طرف ہوتی ہے، بہر حال تینوں کی مراد ایک ہی ہے یعنی دیوار یا اونچی منڈیر جو گرنے سے رکاوٹ بن سکے۔۱۲

واعظ بے عمل

(۱۱۲) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ لِقَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاھُھُمْ بِمَقَارِیْضٍ مِنَ النَّارِ فَقُلْتُ یَا جِبْرَئِیْلُ مَنْ ھٰؤُلَآءِ قَالَ ھٰؤُلَآءِ خُطَبَاءُ اُمَّتِکَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ مَالَا یُفْعَلُوْنَ. رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب (مشکوۃ باب البیان الشعر ص/۴۱۰)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ معراج کی رات میں ایسی قوم کے پاس سے گذرا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا، یہ آپ کی قوم کے خطیب وواعظ لوگ ہیں جو وہ چیز بیان کرتے ہیں جس پر خود عمل نہیں کرتے۔

ف:۔ یہ مذمت خود عمل نہ کرنے کی ہے کہ دوسروں کو نصیحت کرنے کے باوجود خود عمل نہیں کرتے دوسروں کو نصیحت کرنے کی مذمت نہیں کہ خود عمل کئے بغیر بھی نصیحت کرنا درست ہے گو اس میں کوئی اثر نہ ہوگا۔

کہا اس کا ہرگز نہ مانے گی دنیا جو اپنی نصیحت پہ عامل نہ ہو گا

حسن خلق وسوءِ خلق

(۱۱۳) عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَۃَ الْخُشَنِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَحَبَّکُمْ

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک تم میں

اِلَیَّ وَاَقْرَبَکُمْ مِنِّی یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَحَاسِنُکُمْ اَخْلَاقًا وَاِنَّ اَبْغَضَکُمْ اِلَیَّ وَاَبْعَدَکُمْ مِنِّی مَسَاوِیُکُمْ اَخْلَاقًا اَلثَّرْثَارُوْنَ الْمُتَشَدِّقُوْنَ الْمُتَفَیْهِقُوْنَ رواه البیهقی فی شعب الایمان وروی الترمذی نحوه عن جابر فی روایة قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَلِمْنَا اَلثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ فَمَا الْمُتَفَیْهِقُوْنَ قَالَ الْمُتَکَبِّرُوْنَ. (مشکوة ص/۴۱۰)

زیادہ محبوب میرے نزدیک اور تم میں مجھ سے زیادہ قریب قیامت کے دن اچھے اخلاق والے ہوں گے، اور تم میں مجھے زیادہ ناپسند اور مجھ سے زیادہ دور قیامت کے دن بد اخلاق ہوں گے جو بہ تکلف بہت گفتگو کرنے والے اور کلام میں بغیر احتیاط کے فراخی کرنے والے اور متفیہق ہوں گے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثرثارون اور متشدقون کو تو ہم جانتے ہیں، پس متفیہقون کون ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ متکبرین ہیں۔

ف:۔ معلوم ہو گیا کہ بد اخلاق اور بہ تکلف بنا بنا کر باتیں کرنا کتنا مذموم و ناپسندیدہ ہے۔ (اعاذنا الله منه)

چغلخور

(۱۱۴) عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ متفق علیه وفی روایة مسلم نمام. (مشکوة ص/۴۱۱)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جنت میں چغلخور داخل نہیں ہوگا (یعنی اولاً) اور مسلم کی روایت میں ''قتات'' کے

بجائے لفظ ''نمام'' ہے (معنی دونوں کے ایک ہی ہیں) (اعاذنا الله منه).

مسلمانو کو گالی دینا اور قتل کرنا

(۱۱۵) عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فَسُوْقٌ وَقِتَالُهُ کُفْرٌ. مفتق علیه (باب مذکور)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے یعنی فعل کفر ہے، (کافروں جیسا فعل ہے) مسلمان کی یہ شان نہیں کہ ایسا کرے۔''اعاذنا الله منه''

کسی مسلمان کو کافر کہنا

(۱۱۶) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِیْهِ کَافِرٌ فَقَدْبَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا. مفتق علیه (حواله مذکور)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے بھائی (مسلمان) کو کافر کہے، پس تحقیق ان دونوں میں سے ایک اس (کلمہ کفر) کے ساتھ لوٹتا ہے،

ف:۔اس لئے اگر یہ کہنے والا سچا ہے تو وہ شخص کافر ہے ہی اور اگر جھوٹ کہا اور وہ کافر نہ تھا تو کہنے والے پر اس تکفیر کا وبال پڑے گا، اور وہ کافر ہوجاتا ہے، اس لئے کہ جب مومن کو کافر کہا تو ایمان کو کفر جانا اور دین اسلام کو باطل اعتقاد کیا۔

جو لوگ یا جو جماعتیں مسلمانوں کی تکفیر کو پیشہ اور مشغلہ بنائے ہوئے ہیں وہ غور

فرمائیں اور اپنا انجام سوچیں۔(اللّٰهم احفظنا منه)

صدق وکذب

(۱۱۷) عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِىْ اِلىٰ الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِىْ اِلٰى الْجَنَّةِ وَمَايَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدِقُ وَيَتَحَرَّىٰ الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيْقًا وَاِيَّاكُمْ وَالْكِذْبِ فَاِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِىْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِىْ اِلَى النَّارِ وَمَايَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكِذْبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا. متفق عليه وفى رواية لمسلم قَالَ اِنَّ الصِّدْقَ بِرٌ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِىْ اِلٰى الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْكِذْبَ فَجُوْرٌ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِىْ اِلٰى النَّارِ. (مشكوة ص/۴۱۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سچ کو لازم پکڑلو، پس تحقیق کہ سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے، (یعنی سچ کی خاصیت اور تاثیر ہے کہ نیکی کی ہدایت کرتی ہے، یعنی سچ سے نیکی کی توفیق ہوتی ہے اور نیکی کے ذریعہ جنت اور مراتب عالیہ نصیب ہوتے ہیں) اور ایک شخص برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے، اور بچاؤ تم اپنے آپ کو جھوٹ بولنے سے، پس بیشک جھوٹ بولنا فسق وفجور کی طرف پہنچاتا ہے اور بلاشبہ فسق وفجور جہنم کی آگ کی طرف لے جاتا

ہے اور ایک شخص برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے پاس اس کو کذاب (بہت جھوٹ بولنے والا) لکھ دیا جاتا ہے، بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے، اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ تحقیق سچ بولنا نیکی ہے اور نیکی جنت کی طرف پہنچاتی ہے اور تحقیق جھوٹ بولنا فجور ہے اور فجور جہنم کی آگ کی طرف پہنچاتا ہے۔

کلمۂ خیر و کلمۂ شر

(۱۱۸) عَنْ بِلَالِ بْنِ حَارِثٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَعْلَمُ مَبْلَغَهَا يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنَ الشَّرِّ مَايَعْلَمُ مَبْلَغَهَا يَكْتُبُ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْهِ سَخَطَهُ اَلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ. رواه فی شرح السنة وروی مالک والترمذی وابن ماجه نحوه،

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تحقیق کہ آدمی بھلائی کی بات بولتا ہے اسکا مرتبہ اور قدر کو نہیں جانتا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنی خوشنودی لکھ دیتا ہے قیامت تک (ہمیشہ) کیلئے اور تحقیق آدمی بری بات بولتا ہے کہ اسکا مرتبہ (اور قدر) نہیں جانتا، جسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس پر اپنا غضب لکھ دیتا ہے (ثابت کر دیتا ہے) قیامت تک (ہمیشہ) کے لئے۔

ف:۔ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کلمہ خیر سے مراد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے، اور کلمہ شر سے مراد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ باطل جس سے (دین یا

مخلوق میں سے کس کا ضرر ہو) کہنا ہے، حدیث پاک کے ظاہر سے عموم معلوم ہوتا ہے۔

نیز ''الی یوم القیامة'' تحدید کے لئے نہیں ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی یا غضب صرف قیامت تک کے لئے ہو بعد میں یہ حکم ساقط ہوجائے، ایسا نہ ہوگا، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ چیزیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہیں، نظیر اس کی اللہ تعالیٰ کا قول ابلیس کے حق میں ''ان علیک لعنتی الی یوم الدین'' ہے۔

گو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی توبہ کر لینے یا اسی حالت میں انتقال ہوا تو سزا پالینے یا معاف کئے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ختم ہوجائے گی۔ ''اعاذنا اللہ من غضبه وغضب رسوله''.

جنت اور جہنم میں داخل کرنے والی چیزیں

(۱۱۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَكْثَرُ مَایُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ تَقْوَی اللهِ وَحُسْنَ الْخُلُقِ اَتَدْرُوْنَ مَااَكْثَرُ مَایُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ اَلْاَجُوَفَانِ اَلْفَمُ وَالْفَرَجُ. رواه الترمذی وابن ماجه، (مذکور)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا جانتے ہو لوگوں کو زیادہ جنت میں داخل کرنے والی کیا چیزیں ہیں (۱) تقوی (۲) حسن خلق (یہ دو چیزیں جنت میں زیادہ داخل کرنے والی ہیں) کیا جانتے ہو لوگوں کو زیادہ جہنم میں داخل کرنے والی کیا چیزیں ہیں (وہ) اجوفان، منہ اور شرمگاہ ہیں، کہ زیادہ تر انسان دو چیزوں کے سبب (کہ

منہ سے حرام کھانے پینے میں بیہودہ اور ممنوع کلام کرنے میں مشغول ہو، شرمگاہ کے ذریعہ خواہشات نفسانی کو پورا کرنے میں مشغول ہو) جہنم میں جائیں گے۔

تقویٰ کا ادنیٰ و اعلیٰ درجہ

ف:۔تقوی کا ادنیٰ درجہ کفر و شرک سے بچنا اور اعلیٰ درجہ ما سوی اللہ کے خطرہ و خیال سے گذر جانا ہے کہ قلب میں غیر اللہ کا خطرہ بھی نہ گذرے اور حسن خلق کا ادنیٰ درجہ ایذا رسانی سے باز آنا ہے اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ بدی کرنے والے کے ساتھ بھی احسان کا معاملہ کرے۔

''رزقنا اللہ منہ بحق حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم''

ہنسی کے لئے جھوٹ بولنا

(۱۲۰) عَنْ بَهْزِبْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِّمَنْ يُّحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَّهٗ ويلٌ له. رواه احمد والترمذی وابوداؤد والدارمی، (مشکوۃ ص ۴۱۴)

حضرت بہز بن حکیم اپنے باپ حکیم اور وہ بہز کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہلاکت و بربادی ہو اس شخص کیلئے جو قوم کو ہنسانے کیلئے جھوٹی باتیں بیان کرے اس کیلئے ہلاکت و بربادی ہو اس کیلئے ہلاکت و بربادی ہو۔

ف:۔یعنی گو اس کے علاوہ بھی جھوٹ بولنا ناجائز اور مذموم ہے، لیکن محض دوسروں کو ہنسانے کے لئے بلا کسی فائدہ کے جھوٹ بولنا سخت مذموم ہے۔

''ویل'' کے معنی سخت ہلاکت و بربادی کے ہیں، اور جہنم میں ایک وادی کا نام بھی ویل ہے۔

طعن کرنے والے لعنت کرنے والے پر وعید

(۱۲۱) عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِیِ. رواہ الترمذی والبیھقی فی شعب الایمان وفی اخری لہ ولا الفاحش البذی وقال الترمذی ھذا حدیث غریب (حوالہ مذکورہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ طعن کرنے والا مومن (کامل) نہیں ہوتا اور نہ لعنت کرنے والا اور نہ فحش بکنے والا اور نہ زبان درازی کرنے والا یعنی یہ چیزیں مومن کی شان کے خلاف ہیں، مومن کو لازم ہے کہ اپنے آپ کو ان سب چیزوں سے پاک وصاف رکھے

ناحق عصبیت پر وعید

(۱۲۲) عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰی عَصَبِیَّةٍ وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِیَّةً وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰی عَصَبِیَّةٍ. رواہ ابوداؤد (مشکوۃ باب البر والصلة ص/۴۱۸)

حضرت جبیر ابن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عصبیت کی طرف بلاوے وہ ہم میں سے نہیں اور جو عصبیت کی وجہ سے قتال کرے وہ بھی ہم میں سے نہیں، اور جو عصبیت پر مرے وہ بھی ہم میں سے نہیں۔

ف:۔ یعنی عصبیت کی وجہ سے باطل اور غیر حق کی حمایت کرنا سخت مذموم اور ممنوع ہے، شانِ مومن کے خلاف ہے۔

فاسق کی تعریف کرنا

(۱۲۳) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضَبَ الرَّبُّ تَعَالٰى وَاهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ. رواه البيهقي في شعب الايمان (مشكوة باب حفظ اللسان والغيبة والشتم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے، تو اس پر (تعریف کرنے والے پر) پروردگار تعالیٰ شانہ غصہ ہوتا ہے، اور اس کی وجہ سے عرش کانپنے لگتا ہے۔

ف:۔ عرش کا کانپنا یا ہلنا یا تو ظاہر پر محمول ہے، یا امرِ عظیم ہونے سے کنایہ ہے چونکہ فاسق کی تعریف کرنے میں اس کے فسق سے خوش ہونا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے غصہ اور ناراضگی کا سبب ہے، مگر آہ آج اس کا عام دستور ہو رہا ہے۔ (اعاذنا الله منه)

قطع رحمی کرنے والا

(۱۲۴) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ. متفق عليه (مشکوة ص/۴۱۹)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا، (یعنی اولاً بغیر سزا پائے داخل نہ ہوگا)

والد کی خوشنودی

(۱۲۵) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رِضَی الرَّبِّ فِیْ رِضَی الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدِ. رواہ الترمذی (باب مذکور)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، پروردگار تعالیٰ شانہ کی خوشنودی والد کی خوشنودی میں ہے اور پروردگار تعالیٰ شانہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

ف:۔ والدہ کا حکم بھی یہی ہے، بلکہ وہ اولیٰ ہے۔

قطع رحمی کرنے والے پر وعید

(۱۲۶) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَاتَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ عَلٰی قَوْمٍ فِیْھِمْ قَاطِعُ رَحْمٍ. رواہ البیھقی فی شعب الایمان (باب مذکور)

حضرت عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں رشتہ وناتہ کو قطع کرنے والا موجود ہو۔

ف:۔ قوم سے وہ لوگ مراد ہیں جو اس کی قطع رحمی میں مدد کرتے ہوں، یا اس کے اس عمل سے خوش ہوں کہ اس پر نکیر نہ کرتے ہوں۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ رحمت سے مراد بارش ہے کہ رشتہ وناتہ کے قطع کرنے کی نحوست سے بارش کو روک لیا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جو اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے

(۱۲۷) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَایُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَایُحِبُّ لِنَفْسِہٖ. متفق علیہ (مشکوۃ ص/۴۲۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، کوئی بندہ مومن کامل نہیں ہوسکتا، یہاں تک کہ (دنیا وآخرت کی بھلائی میں سے) جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے) مؤمن بھائی کے لئے پسند کرے، (اور جو اپنے لئے پسند نہیں کرتا اسے اس کے لئے بھی پسند نہ کرے) "رزقنا اللّٰہ منہ"

پڑوسیوں کو ستانے پر وعید

(۱۲۸) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ لَایُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَایُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَایُؤْمِنُ قِیْلَ مَنْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَنْ لَمْ یَاْمَنْ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ. متفق علیہ (باب مذکور)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسواللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا کی قسم وہ شخص مؤمن (کامل) نہیں، خدا کی قسم وہ شخص مؤمن (کامل) نہیں خدا کی قسم وہ شخص مؤمن (کامل) نہیں، پوچھا گیا کون یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) (یعنی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون مؤمن کامل نہیں ہے؟) آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، وہ شخص کہ جس کی ایذاؤں سے اس کے پڑوسی مامون ومحفوظ نہ ہو۔

بڑوں کی عزت کرنا چھوٹوں پر رحم کرنا امر بالمعروف نہی عن المنکر

(۱۲۹) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَمَنْ لَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَیَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ. رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب (باب الشفعۃ مشکوۃ ص ۴۲۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں (یعنی ہمارا اتباع کرنے والوں میں سے نہیں) جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کھائے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے اور اچھائی کا حکم نہ کرے اور برائی سے منع نہ کرے

مومن کی حفاظت کرنا

(۱۳۰) عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمٰی مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ بَعَثَ اللّٰہُ مَلَکًا یَحْمِیْ لَحْمَہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ نَارِ جَھَنَّمَ مَنْ رَمٰی مُسْلِمًا بِشَیْءٍ یُرِیْدُ بِہٖ شَیْنَہُ حَبَسَہُ اللّٰہُ عَلٰی جِسْرِ جَھَنَّمَ حَتّٰی یَخْرُجَ مِمَّا قَالَ. رَوَاہ اَبُوْدَاؤُدَ (باب مذکور)

حضرت بن انس معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص حفاظت کرے کسی مسلمان کی منافق (کے شر) سے مقرر فرمادیں گے اللہ تعالیٰ فرشتے کو جو اس کے گوشت (یعنی اس کے بدن) کی جہنم کی آگ سے حفاظت کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان کو کوئی تہمت لگاوے درانحالیکہ وہ اس کو عیب لگانا چاہتا ہے تو

محبوس (قید) فرمادیں گے اس کو اللہ تعالیٰ جہنم کے پل پر یہاں تک کہ نکل جائے (بری ہوجائے) کہی ہوئی بات سے، یعنی سزا پا کر یا صاحب حق کے معاف کردینے سے یا کسی کی شفارش کے ذریعہ۔

منافق سے مراد یہاں غیبت کرنے والا ہے، اس کو منافق اس لئے فرمایا کہ خیر خواہی ظاہر کرتا ہے اور ارادہ رسوائی کرنے کا ہے اور اس لئے بھی کہ غیبت گوئی منافقوں کا ہی کام ہے۔

پڑوسی کا حق

(۱۳۱) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُہٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنْبِہٖ. رواہ البیھقی فی شعب الایمان (باب مذکور)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص (کامل) مومن نہیں ہے جو پیٹ بھر کر کھاوے اور اسکا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے۔

تین دن سے زائد کسی مسلمان سے ترک کلام کرنا

(۱۳۲) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَایَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَمَنْ ھَجَرَ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زائد چھوڑے رکھے

رواہ احمد وابوداؤد ص/۴۲۸ (کہ اس سے کلام نہ کرے) پس جو شخص تین دن سے زائد چھوڑے، پھر وہ (اسی حالت میں بلاتوبہ) مرجائے، پس وہ جہنم میں داخل ہوگا (یعنی اس کو اس کے اس گناہ کبیرہ کی سزا دینے کے لئے جہنم میں داخل کیا جائے گا)

حیااور جفا

(۱۳۳) عَنْ اَبِیْ هرُیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالْاِیْمَانُ فِی الْجَنَّةِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِی النَّارِ. رواہ احمد والترمذی (مشکوۃ ص/ ۴۳۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، حیاء ایمان سے ہے، اور ایمان (اہل ایمان) جنت میں (جائیں گے) اور بے حیائی بدی ہے اور بدی (بدی کرنے والے) جہنم میں (جائیں گے)

بدخوئی وسخت خوئی

(۱۳۴) عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهَبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَایَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَلْجَوَّاظُ وَلَاالْجَعْظَرِیُّ قَالَ الْجَوَّاظُ الْغَلِیْظُ الْفَظُّ رواہ ابوداؤد فِیْ سُنُنِهٖ وَالْبَیْهَقِی فِی

حارثہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، سخت گو اور سخت خو جنت میں داخل نہیں ہوگا، راوی نے بیان کیا کہ جواظ کے معنی سخت گو اور سخت خو کے ہیں اس حدیث کو امام ابوداؤد

شُعُبِ الْاَیْمَانِ وَصَاحِب جامع الاُصُوْلِ فِیْهِ عَنْ حَارِثَةَ وَكَذَا فِی شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْهُ وَلَفْظُهُ قَالَ لَایَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ الْجَعْظَرِیُّ یُقَالَ الْجَعْظَرِ اَلْفَظُّ الْغَلِیْظُ وَفِیْ نُسَخِ الْمَصَابِیْحَ عَنْ عِكْرَمَةَ بْنَ وَهَبٍ وَلَفْظُهُ قَالَ وَالْجَوَّاظُ اَلَّذِیْ جَمَعَ وَمَنَعَ وَالْجَعْظَرِیُّ الْغَلِیْظُ اَلْفَظُّ. (باب مذكور)

نے اپنی سنن اور بیہقی نے شعب الایمان اور صاحب جامع الاصول نے جامع الاصول میں نقل کیا ہے اور اسی طرح شرح السنۃ میں نقل کیا گیا ہے، شرح السنہ میں حدیث کے لفظ یہ ہیں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا جنت میں جواظ جعظری داخل نہیں ہوگا جعظری ''الفظ الغیظ'' (سخت گوسخت خو) کو کہا جاتا ہے اور مصابیح کے نسخوں میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے، جس کے لفظ یہ ہیں (راوی) نے کہا اور جواظ وہ شخص ہے جو مال جمع کرے (اور سائل کو) نہ دے اور جعظری سخت گوسخت خو کو کہتے ہیں۔

ف:۔ یعنی بعض روایتوں سے معلوم ہوا کہ جواظ اور جعظری دونوں کے ایک ہی معنی ہیں اور بعض روایتوں سے دونوں میں فرق معلوم ہوتا ہے کہ جواظ بمعنی متکبر اور جعظری بمعنی بدخلق کے ہے حاصل یہ ہے کہ دونوں لفظ کے معنی قریب قریب ہی ہیں۔

کبر پر وعید

(۱۳۵) عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

فِی قَلْبِهٖ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِیْمَانٍ وَلَایَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ کِبْرٍ. رواہ مسلم (مشکوۃ ص/۴۳۳)

جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا، (یعنی ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ سزا پاکر رہائی ہوجائے گی) اور جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی کبر ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا (یعنی کبر کے ساتھ داخل نہ ہوگا بلکہ کبر سے پاک وصاف کر کے جنت میں داخل کیا جائے گا)

بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ، متکبر فقیر

(۱۳۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَایُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَفِیْ رِوَایَةٍ وَلَایَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ شَیْخٌ زَانٍ وَمَلِکٌ کَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَکْبِرٌ. رواہ مسلم (حوالہ بالا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تین شخص ہیں کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ (شدت غضب کی وجہ سے) ان سے کلام نہ فرمائیں گے اور نہ انکو (برائیوں سے) پاک فرمائیں گے اور ایک روایت میں ہے اور نہ اللہ تعالیٰ (بنظر رحمت) ان کی طرف دیکھیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے، (۱) بوڑھا زنا کار، (۲) جھوٹا بادشاہ، (۳) فقیر متکبر۔

ف:۔ کلام اور نظر نہ فرمانا یہ شدت غضب سے کنایہ ہے، چونکہ جس سے ناراضگی ہوتی ہے، اس سے کلام نہیں کیا جاتا نہ اس کی طرف لطف ومحبت سے دیکھا جاتا ہے۔

اور زنا جوان بوڑھے سب کے حق میں سخت برا ہے، مگر بوڑھے کو خاص اس لئے کیا

کہ باوجود شہوت نہ ہونے اور اس کی طرف عورتوں کا زیادہ میلان نہ ہونے کے باوجود، غفلت نہ ہونے کے باوجود ایسی حرکت کرتا ہے تو یہ اس کی انتہائی بے حیائی اور طبیعت کی خباثت کی نشانی ہے۔

اور جھوٹ بولنا سب کے حق میں مذموم ہے مگر بادشاہ کے حق میں سخت مذموم ہے، چونکہ جھوٹ بولنا یا تو ضرر دفع کرنے کے لئے بولا جاتا ہے، یا نفع حاصل کرنے کے لئے اور بادشاہ دونوں چیزوں پر بغیر جھوٹ بولے قدرت رکھتا ہے اور وہ پھر جھوٹ بولتا ہے تو یہ اس کے حق میں زیادہ بدتر ہوگا۔

اسی طرح تکبر سب کے حق میں برا اور بدنما ہے، مگر فقیر و مفلس جو اسباب تکبر (مال وجاہ) سے عاری ہے، تکبر کرتا ہے تو یہ نہایت ہی بدتر اور اس کی خباثت باطنی اور کمینہ پن کی علامت ہے۔

کبر زشت داز گدایاں زشت تر
روز سر دوبرف وآنکہ جامہ تر

کبر پر وعید

(۱۳۷) عَنْهُ (اَیْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ) رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِی وَالْعَظْمَةُ اِزَارِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ وَاحِدًا مِّنْهُمَا اَدْخَلْتُهُ النَّارَ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَذَفْتُهُ فِی النَّارِ. رواہ مسلم (باب مذکور)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں بڑائی میری چادر ہے اور بزرگی میرا ازار (تہبند) ہے پس جو شخص ان دونوں میں سے کسی ایک کو مجھ سے چھینے گا، میں اس کو جہنم میں

داخل کرونگا، اور ایک روایت میں ہے، اس کو جہنم میں پھینک دوں گا۔

ف:۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں صفتیں حق تعالیٰ شانہ ہی کے لئے خاص ہیں مخلوق میں سے کسی کو ان دونوں صفتوں میں سے کچھ حصہ نہیں بخلاف دوسری صفات جود وکرم وغیرہ کے کہ مجازاً مخلوق کو بھی ان میں سے کچھ نہ کچھ حصہ ہے، چادر وتہبند کے ساتھ تشبیہ دینا اس لئے ہے کہ جس طرح ایک چادر وتہبند ایک شخص کے لئے خاص ہوتی ہے، کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں ہوسکتا اسی طرح یہ صفتیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی خاص ہیں، کوئی دوسرا ان میں شریک نہیں ہوسکتا۔

ظالم کی اعانت کرنے پر وعید

(۱۳۸) عَنْ اَوْسِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ مَشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِيُقَوِّيَهُ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ. (مشکوۃ ص/۴۳۶)

حضرت اوس بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ظالم کے ساتھ چلے تاکہ اس کی تقویت وتائید کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ ظالم ہے، پس بے شک وہ (کمال) اسلام سے نکل جاتا ہے، (یعنی یہ عمل اسلام کے منافی ہے، مسلمانوں کو ایسا نہیں کرنا چاہئیے ۔)

واعظ بے عمل

(۱۳۹) عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُجآءُ بِالرَّجُلِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُہٗ فِی النَّارِ فَیَطْحَنُ فِیْھَا کَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرِحَاہُ فَیَجْمَعُ اَھْلُ النَّارِ عَلَیْہِ فَیَقُوْلُوْنَ اَیْ فُلَانِ مَاشَاْنُکَ اَلَیْسَ کُنْتَ تَاْمُرَنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَانَا عَنِ الْمُنْکَرِ قَالَ کُنْتُ اٰمُرُکُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِیْہِ وَاَنْھَاکُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاٰتِیْہِ.
متفق علیہ (باب مذکور)

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا، پس جلدی سے اس کی انتڑیاں جہنم میں نکل پڑیں گی، پس وہ اپنی انتڑیوں کو پیسے گا، یعنی ان کے گرد چکر لگائے گا، جیسے گدھا اپنی چکی کے ساتھ چکر لگاتا ہے، (چکی کے ارد گرد گھومتا ہے) پس جہنم والے اس پر جمع ہوکر کہیں گے یہ تیری کیا حالت ہے؟ کیا تو ہم کو اچھائیوں کا حکم نہیں کرتا تھا اور کیا تو ہم کو برائیوں سے نہیں روکتا تھا؟ وہ کہے گا میں تم کو اچھائیوں کا حکم کرتا تھا اور خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا اور تم کو بری باتوں سے روکتا تھا اور خود اس کو کرتا تھا۔

ف:۔ یہ عذاب ترک عمل کی وجہ سے ہوگا نہ کہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کی وجہ سے اگر اسے بھی ترک کردیتا تو دوگنا عذاب ہوتا، دو واجب ترک کردینے کی وجہ سے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم.

اللہ کے راستہ میں خرچ نہ کرنے پر وعید

(۱۴۰) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُجَآءِ بِابْنِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

كَـانَّـهٗ بَـذَ جٌ فَيُوْقَفُ بَيْنَ يَدَیِ اللّٰهِ فَيَـقُـوْلُ لَهٗ اَعْطَيْتُکَ وَخَوَّلْتُکَ وَاَنْـعَـمْـتُ عَـلَيْکَ فَـمَا صَنَعْتَ فَيَـقُـوْلُ رَبِّ جَـمَـعْتُـهٗ وَثَمَّـرْتُـهٗ وَتَـرَكْتُـهٗ اَكْثَـرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِیْ اٰتِکَ بِـهٖ كُـلَّـهٗ فَيَقُوْلُ لَـهٗ اَرِنِیْ مَـاقَـدَّمْـتَ فَيَـقُوْلُ رَبِّ جَمَعْتُـهٗ وَثَـمَّـرْتُـهٗ وَتَـرَكْتُـهٗ اَكْثَـرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِیْ اٰتِکَ بِهٖ كُلَّهٗ فَاِذَا عَبْدٌ لَـمْ يُقَدِّمْ خَيْراً فَيُمْضٰی اِلَی النَّارِ. رواه الترمذی وضعفه (مشکوة ص ر ۴۴۳)

ارشاد فرمایا قیامت کے روز ابن آدم (آدم کا بیٹا) کو لایا جائے گا گویا کہ وہ (ضعف وحقارت کی وجہ سے) بکری کا بچہ ہے پس اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے، میں نے تجھ کو (زندگی، تندرستی، جوانی، صحت وعافیت) دی اور خوب نعمتیں (مال ودولت جاہ ومرتبہ) تجھ کو دیں اور (کتاب ورسول بھیج کر عقل وہوش دے کر) تجھ پر مزید انعام کیا، پس تو نے کیا کیا؟ (یعنی ہماری ان سب نعمتوں کی کیا شکرگزاری کی پس وہ کہے گا اے میرے رب میں نے مال جمع کیا اور اس کو (تجارت وغیرہ کے ذریعہ) خوب بڑھایا اور (مرتے وقت) جتنا تھا اس سے کہیں زیادہ (دنیا میں) چھوڑا، پس مجھے واپس بھیج دیجئے تا کہ وہ سب مال (تیرے راستہ میں خرچ کرکے) لے آؤں اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے مجھے دکھا تو نے کیا مقدم کیا (یعنی دنیا وآخرت کے لئے کیا مال خرچ کیا جو یہاں آج کام آئے) پس وہ مبہوتوں کی طرح جو کوئی عذر صریح نہیں رکھتے پہلی ہی بات بار بار دہرائے جاتے ہیں کہے گا اے پروردگار میں نے اس کو جمع کیا اور خوب بڑھایا اور جتنا تھا (مرتے وقت) اس سے کہیں زیادہ چھوڑا پس مجھ کو واپس دنیا میں بھیج

دیجئے تا کہ وہ سب مال لے آ ؤں (پس اس کی اس گفتگو سے ظاہر ہو جائے گا) کہ اس نے کوئی بھلائی آگے نہیں بھیجی یعنی کوئی مال آخرت کے لئے جمع نہیں کیا، بے شمار نعمتوں کی کوئی شکر گذاری نہیں کی پس اس کو جہنم میں لے جایا جائے گا، یا جہنم میں لے جانے کا حکم کیا جائے گا۔

بدعات پر وعید

(۱۴۱) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي فَرَطُكُم عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يُظْمَأْ اَبَدًا يَرِدَنَّ عَلَيَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنَنِيْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِنِّيْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَاتَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ. متفق عليه (مشكوة باب الحوض ص/۴۸۸)

حضرت سہل بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تمہارا پیشرو (میر سامان) ہوں گا حوض پر، جو شخص مجھ پر گذرے گا اس (حوض) سے پانی پیئے گا اور جو (اس سے) پانی پیئے گا وہ کبھی پیاسہ نہ ہوگا، بالتحقیق بہت سی قومیں میرے پاس آئیں گی، میں انہیں پہچانوں گا وہ مجھے پہچانیں گے پھر میرے اور ان کے درمیان (کوئی چیز دیوار وغیرہ) حائل کر دی جائے گی، پس میں کہوں گا بالتحقیق یہ تو مجھ سے ہیں (یعنی میرے امتی ہیں) پس جواب دیا جائے گا البتہ آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا نئی چیزیں (بدعات) ایجاد کیں پس میں کہوں گا، ان لوگوں کے لئے

جنہوں نے میرے بعد (میری سنت یا میرے دین کو) بدل ڈالا دوری ہوجیو، دوری ہوجیو۔
"اعاذنا اللہ منہ"

صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت وعظمت کا بیان اوران سے بغض پر وعید

(۱۴۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰهَ فَيُوْشِكُ اَنْ يَّاْخُذَهٗ. رواه الترمذی وقال هذا حديث غريب (مشكوة ص/۵۵۴)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو (دو بار فرمایا بطور تاکید ومبالغہ کے) میرے بعد ان کو نشانہ مت بنالینا (کہ ان کے عیب نکالو) پس جس نے ان سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی وجہ سے ہی ان سے محبت کی (چونکہ جس سے محبت ہوتی ہے اس کے متعلقین ومقربین سے بھی محبت ہوا کرتی ہے) اور جس نے ان سے دشمنی کی تو اس نے مجھ سے دشمنی کی وجہ سے ہی اس نے دشمنی کی "اعاذنا اللہ منہ" (کہ دشمن کے متعلقین سے بھی دشمنی ہوا کرتی ہے، پس اصلی دشمنی مجھ ہیسے ہوئی کہ میرے متعلقین سے دشمنی رکھتا ہے، اور اگر مجھ سے محبت ہوتی تو میرے متعلقین سے بھی محبت ہوتی جیسا کہ محبت کے لئے لازم ہے) اور جس شخص نے ان کو ایذاء پہنچائی اس نے مجھے ہی (حکماً) ایذاء پہنچائی اور جس نے

مجھے ایذاء پہنچائی اس نے اللہ کو ایذاء دی اور جو اللہ کو ایذاء دیوے پس قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پکڑ لیوے (یعنی اللہ تعالیٰ اس کو عنقریب سخت عذاب دیں گے،)"اعاذ نااللہ منه"

ف:۔مگر آہ افسوس۔آج بہت سی جماعتیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہی کو اپنی تقریر وتحریر کا نشانہ اور تختۂ مشق بنائے ہوئے ہیں۔

اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّی وَحُزْنِیْ اِلَی اللهِ

(۱۴۳) عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَیْشٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرأَ النَّسَمَةَ اَنَّهُ لعَهِدَ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَیَّ اَنْ لَایُحِبَّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَایُبْغِضَنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ. رواہ مسلم (مشکوۃ ص/۵۶۳)

حضرت زر بن جیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس (ذات وحدہ لاشریک لہ) کی قسم جس نے دانہ کو پھاڑا (یعنی دانہ سے درخت نکالا کہ دانہ اگنے میں پھاڑا جاتا ہے) اور جس نے تمام ذی روح کو پیدا کیا، تحقیق شان یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ وصیت فرمائی کہ نہیں دوست رکھے گا مجھ کو مگر مؤمن اور نہیں دشمن رکھے گا مجھ کو مگر منافق۔

ف:۔معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت ایمان کی علامت اور ان سے بغض وعداوت نفاق کی علامت ہے، جیسا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر تعلق رکھنے والی اور ہر منسوب ہونے والی چیز سے محبت رکھنا ایمان کی علامت اور بغض نفاق کی علامت ہے، چنانچہ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

حُبُّ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ اِیْمَانٌ وَبُغْضُهُمْ نِفَاقٌ

ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت ایمان اوران کی عداوت نفاق ہے

اورابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

حُبُّ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ مِنَ الْاِیْمَانِ وَبُغْضُهُمَا کُفْرٌ وَحُبُّ الْاَنْصَارِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَبُغْضُهُمْ کُفْرٌ وَحُبُّ الْعَرَبِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَبُغْضُهُمْ کُفْرٌ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَمَنْ حَفِظَنِیْ فِیْهِمْ فَاَنَا اَحْفَظُهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ .

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی محبت ایمان کی علامت اوران کی عداوت کفر ہے اور انصار رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت ایمان کی علامت اور ان کی عداوت کفر ہے اور اہل عرب کی محبت ایمان کی علامت اور ان سے عداوت رکھنا کفر ہےاور جوشخص میرے اصحاب رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیوے اس پر اللہ کی لعنت ہواور جوشخص ان میں میری حفاظت کرے (میرے حق کی حفاظت کرے کہ ان سے محبت رکھے ان کی تعظیم وتکریم ان کا ذکر عظمت ومحبت کے ساتھ کرے) پس میں قیامت کے دن اس کی حفاظت کروں گا۔

(۱۴۴) عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّی فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِیْ وَفِیْ رَوَایَةٍ یُرِیْبُنِیْ مَااَرَابَهَا وَیُؤْذِیْنِیْ مَااٰذَاهَا. متفق علیه (مشکوة ص/۵٦۸)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرے گوشت کا ٹکڑا ہے (یعنی میرا جز ہے) پس جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا اور ایک روایت میں ہے بے چین کرتی ہے مجھ کو وہ چیز جو اس

کو بے چین کرے، (ظاہراً) اور ایذا دیتی ہے مجھ کو وہ چیز جو اس کو ایذا دیوے (باطناً) یعنی اس کی تکلیف سے مجھ کو تکلیف ہوتی ہے۔

السلام اے رنج دادن فاطمہ ایذائے او
السلام اے جان ما قربان برما ابنائے او
آپ کو سلام ہو (حضرت) فاطمہ کو رنج دینا آپ کو ایذا پہنچانا ہے
آپ پر سلام ہو ہماری جان آپ کی اولاد پر قربان ہو

(۱۴۵) عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ اَنَّ الْعَبَّاسَ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا وَاَنَا عِنْدَهُ فَقَالَ مَا اَغْضَبَكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَنَا وَلِقُرَيْشٍ اِذَا تَلَاقَوْا بَيْنَهُمْ تَلَاقَوْا بِوُجُوْهٍ مُبْشِرَةٍ وَاِذَا لَقَوْنَا لَقَوْنَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِحْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَايَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ اَلْاِيْمَانُ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ اٰذٰى عَمِّى فَقَدْ اٰذَانِىْ

حضرت عبد المطلب بن ربیعہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ناراضگی کی حالت میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آپ کو کس چیز نے ناراض کیا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا (بنی ہاشم کا) اور (بقیہ) قریش کا کیا حال ہے جب وہ آپس میں ملتے ہیں تو خندہ روئی اور تازہ روئی کے ساتھ ملتے ہیں اور جب وہ ہم سے ملتے ہیں تو اس صفت وحال کے غیر کے ساتھ (یعنی بغیر خندہ روئی اور بغیر خوشی کے

فَاِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صَنُوُ اَبِیْهِ. رواه الترمذی وفی المصابیح عن المطلب، (مشکوة ص/۵۷۰)

ساتھ) ملتے ہیں، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اس حالت کو سن کر) سخت ناراض ہوئے یہاں تک کہ چہرہ اقدس سرخ ہوگیا، پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، کسی کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ تم (اہل بیت) سے محبت رکھے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور خوشنودی کی وجہ سے، پھر ارشاد فرمایا خبردار جس نے میرے چچا کو ستایا اس نے مجھے ستایا، پس آدمی کا چچا اس کے باپ کے مثل ہی ہوتا ہے۔

حق تعالیٰ شانہ حضرت اقدس مفتی صاحب دامت برکاتہم کے سایہ کو دراز تر فرمائے اور اس مجموعہ کے نفع کو عام وتام فرمائے اور اس ناکارہ وناپاک کی بخشش کا ذریعہ بنائے، آمین۔

آمین یارب العالمین بحرمة حبیبک
سید المرسلین صلی اللہ علیہ
وعلیاٰله الطیبین الطاهرین
الی یوم الدین.
۱۶، شعبان ۱۳۹۹ھ بعد الجمعة